Postal Reg. No. L/P/ GDP-1 DEC 2007

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم   نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیم   وَعَلٰی عَبْدِ ہِ الْمَسِیحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 56

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

شمارہ 21

شرح چندہ
سالانہ 250 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

6 جمادی الاوّل 1428 ہجری 24 ہجرت 1386 ہش 24 مئی 2007ء

اخبار احمدیہ

قادیان 19 رمئی 2007ء (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیرو عافیت سے ہیں الحمدللہ۔ کل حضور پُرنُور نے اللہ تعالیٰ کی صفت السلام کے تحت بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ احباب حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو

ارشاد باری تعالیٰ

☆......وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْ ھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل: ۲۴،۲۵)

ترجمہ: ’’اور تیرے رب نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو انہیں اف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پر جھکا اور کہہ کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔‘‘

☆......وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسٰنًا حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا وَحَمْلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِی اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِی اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِی فِی ذُرِّیَّتِی اِنِّی تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (الاحقاف: ۱۶)

ترجمہ: ’’اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے احسان کی تعلیم دی تھی کیونکہ اس کی ماں نے اس کو تکلیف کے ساتھ پیٹ میں اٹھایا تھا اور پھر تکلیف کے ساتھ اس کو جنا تھا اور اس کے اُٹھانے اور اس کے دودھ چھڑانے پر تیس مہینے لگے تھے پھر جب یہ انسان اپنی کامل جوانی یعنی چالیس سال کو پہنچ گیا تو اس نے کہا۔ اے میرے رب! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور (اس بات کی بھی توفیق دے) کہ میں ایسے اچھے اعمال کروں جن کو تو پسند کرے اور میری اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کر۔ میں تیری طرف جھکتا ہوں اور تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔‘‘

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆......’’حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مٹی میں ملے اسکی ناک۔ مٹی میں ملے اسکی ناک (یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کون؟ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔‘‘ (مسلم کتاب البر والصلۃ، باب رغم انف من ادرک ابویہ)

☆۔’’حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں، پھر اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا اسکے بعد کون؟ آپؐ نے فرمایا ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔‘‘ (بخاری کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبۃ)

☆......’’حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی خواہش ہو کہ اسکی عمر لمبی ہو اور اس کا رزق بڑھا دیا جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔‘‘ (مسند احمد، جلد ۳ صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ بیروت)

فرمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

’’جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور انکی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

’’وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا (الدھر: ۹) اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہو کر بے دست و پا ہو جاتے ہیں اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنے کے قابل نہیں رہتے۔ اس وقت ان کی خدمت ایک مسکین کی خدمت کے رنگ میں ہوتی ہے اور اسی طرح اولاد جو کمزور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کر سکتی اگر یہ اس کی تربیت اور پرورش کے سامان نہ کرتے تو وہ گویا یتیم ہی ہے پس ان کی خبر گیری اور پرورش کا تہیہ اس اصول پر کرے تو ثواب ہوگا۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۹۹ الحکم ۱۰ رمارچ ۱۹۰۴ء)

’’والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بد قسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا پر اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گذر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم وغم والدین اٹھاتے ہیں جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے، کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی‘‘ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۸۹ بدر ۱رجون ۱۹۰۵ء)

☆☆☆☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ایک صدی پہلے کا ایک مباہلہ

اور

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان فتح

(قسط:4)

گزشتہ گفتگو میں ہم عرض کرر ہے تھے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1907ء میں مولوی ثناء اللہ کے ساتھ ’’آخری فیصلہ‘‘ کے عنوان سے ایک دُعائے مباہلہ شائع کی تھی جس کے جواب میں مولوی مذکور نے لکھا تھا کہ:

’’میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر مَیں مَر گیا تو میرے مرنے سے اورلوگوں پر کیا حُجّت ہو سکتی ہے۔‘‘

’’خدا تعالیٰ جھوٹے، دغا باز، مُفسِد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں۔‘‘

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذّاب سے پہلے انتقال کر گئے اور مَسَیْلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق کے پیچھے مَرا۔‘‘ (مرقع قادیان صفحہ 9، اگست 1907ء)

’’کوئی ایسا نشان دکھاؤ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ مَر گئے تو کیا دیکھیں گے اور کیا ہدایت پائیں گے۔‘‘ (تحریر مولوی ثناء اللہ مندرجہ اخبار ’وطن‘ 20/اپریل 1907ء صفحہ 11)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی مذکورہ عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مسیلمہ کذاب کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد زندہ رہنے کا نشان مانگتا تھا کیونکہ اس نے لکھا تھا کہ جھوٹے دغا باز مفسد اور نافرمان کو اللہ مہلت دیتا ہے وہ لکھتا ہے کہ میرے لئے ایسا نشان ہونا چاہئے کہ لمبی عمر پاؤں، زندہ رہوں اور عبرت حاصل کروں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ جیسے مولوی ثناء اللہ امرتسری نے نشان مانگا تھا بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس سے سلوک فرمایا وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد چالیس سال تک زندہ رہا اور اس نے اپنے بیانات سے خود کو مثیل مسیلمہ، مفسد، دغا باز اور جھوٹا ثابت کر دیا۔

اب رہی یہ بات کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اس کی چالیس سالہ زندگی کیا واقعی ایک نشانِ عِبرت تھی تو اس تعلق میں ہم انشاء اللہ بَا دَلائل ثابت کریں گے کہ نہ صرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد بلکہ جب سے کہ وہ 1903ء میں شوخی و استہزاء کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ پر آیا تھا اس کی زندگی ایک نشانِ عِبرت بنی شروع ہو گئی تھی۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ 1903ء میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے امرتسر سے رسالہ ’’اہلحدیث‘‘ ہفتہ وار شروع کیا اور 1903ء میں ہی اس نے ایک کتاب بعنوان ’’تَفْسِیْرُ الْقُرْآن بِکَلَامِ الرَّحْمٰن‘‘ لکھی۔ یہی وہ تفسیر تھی جس سے اس کا ستارۂ عُرُوج تنزل کی طرف آنے لگا۔ خود اہل حدیث طبقہ میں اس کتاب کی وجہ سے ثناء اللہ امرتسری کے خلاف ایک مخالفت کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ مؤلف سیرت ثنائی عبد المجید خادم سوہدروی لکھتا ہے:

’’یہ کتاب 1903ء میں شائع ہوئی جو بیرونی دنیا میں تو بہت مقبول ہوئی مگر اندرونی دنیا (جماعت اہل حدیث) میں اس کی اشاعت سے مخالفت کی لہر دَوڑ گئی۔‘‘

پھر لکھا ہے:

’’علمی اور فنّی نقطۂ نگاہ سے تو یہ تفسیر اس قابل تھی کہ ہم اس پر فخر اور ناز کرتے اور مصنف مرحوم کو داد دیتے کہ اس نے وہ کام کیا جواب تک علمی دنیا میں کسی نے نہیں کیا...... مگر افسوس کہ اس طرف تو کسی نے خیال نہ کیا مگر چند اغلاط کو سامنے رکھ کر اس کا پروپیگنڈا شروع ہو گیا اگر اغلاط کو اغلاط ہی کہہ دیا جاتا اور آپ کے مندرجہ عقائد کو غلط عقائد سے تعبیر کر لیا جاتا تو بھی کوئی بڑی بات نہ تھی۔ مصیبت یہ ہوئی کہ آپ کے ان عقائد کی بناء پر آپ پر سنگین فتویٰ صادر کیا گیا۔ آپ کو نہ صرف مُلْحِد اور زِنْدِیْق قرار دیا گیا بلکہ خارج از اہلحدیث ٹھہرایا گیا اور بعض تیز مزاج علماء نے تو کافر تک کہنے سے بھی دریغ نہ فرمایا۔‘‘

(سیرت ثنائی صفحہ 49-448، مصنفہ عبد المجید خادم سوہدروی ناشر الکتاب انٹرنیشنل مطبوعہ مئی 1989ء G-20، مُرادی روڈ، بٹلا ہاؤس، جامعہ نگر، نئی دہلی-25)

دراصل یہ پہلی لعنت تھی جو 1903ء میں ثناء اللہ امرتسری پر اس لئے پڑی کہ اس نے 1903ء سے خدا کے مامور و مُرسَل، مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تکذیب شروع کی تھی۔ آپؑ پر کفر کے فتوے لگائے تھے نتیجہ کے طور پر خود مولوی ثناء اللہ کے ہم جماعت لوگوں نے ہی اس کو لعنت کے الفاظ سے نوازنا شروع کر دیا۔

ثناء اللہ امرتسری پر فتویٰ کفر:

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر جب ثناء اللہ امرتسری اور اس کے ساتھی علماء نے کفر فتویٰ لگایا تو حضور علیہ السلام نے بارہا فرمایا کہ وفاتِ مسیح اور اجرائے نبوت کے متعلق جو آپ کے عقائد ہیں ایسے ہی عقائد کا سلف صالحین میں سے بعض بزرگوں کے بھی ہیں۔ باوجود اس کے ان علماء نے حضور علیہ السلام پر کفر کے فتوے لگائے آپ کو ملحد و دجال وغیرہ لکھا۔ اسی طرح مولوی ثناء اللہ امرتسری پر جب کفر کے فتوے لگے تو اُس نے لکھا کہ:

’’یہ عقیدہ صرف میرا ہی نہیں اِمام بیہقی، امام رازی، امام غزالی، امام بیضاوی، حافظ ابنِ حجر، شیخ اِبنِ ہُمام اور فلاں فلاں امام کا یہ عقیدہ ہے۔ (صفحہ:461)

مگر اس کے باوجود مخالفین نے کسی طرح اپنی ضد نہ چھوٹی اور اس جھگڑے نے جماعت میں بہت بڑا اختلاف پیدا کر دیا۔ (صفحہ:463)

اس تعلق میں سیرتِ ثنائی کے مصنّف مولانا عبد المجید خادم لکھتے ہیں:

’’اس جھگڑے، نہیں نہیں بلکہ رَگڑے نے جماعت کو (یعنی جماعت اہلحدیث) کو بہت نقصان پہنچایا اس کا نظم و نسق تباہ و برباد ہو گیا۔‘‘ (صفحہ:465)

یہ جھگڑا 1903ء سے لیکر 1947ء تک جاری رہا اور مولانا بھی بجائے مذہب کے سیاست میں زیادہ دلچسپی لینے لگے تھے۔ یہاں تک کہ تقسیم ملک کے رُوح فَرسا حالات شروع ہو گئے جس نے مشرقی پنجاب کے باقی مسلمانوں کو تو تکلیف پہنچائی خود مولانا کیلئے یہ حالات کسی عذاب سے کم ثابت نہیں ہوئے۔ ان حالات کا ذکر کرتے ہوئے تفسیر ثنائی کے مؤلف لکھتے ہیں:

بیٹے کا قتل:

’’جس گلی میں آپ کا مکان تھا اُس کی حفاظت کا ذمہ آپ کے اکلوتے فرزند مولوی عطاء اللہ نے لے رکھا تھا۔ اور فساد کے ایام میں وہ اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے مکانوں کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا کرتے تھے۔ رمضان المبارک کے آخری ہفتہ یعنی 13/اگست 1947ء کو ہندو اور سکھ بلوائیوں کا ایک جتّھا اس گلی کے قریب سے گزرا، مولوی عطاء اللہ صاحب حسبِ معمول نگرانی میں مصروف تھے کہ کسی نے ایک مکان کی چھت سے دستی بم پھینکا جو مولوی عطاء اللہ کے بالکل قریب پھٹا اور پھٹتے ہی ان کو شدید زخمی کر گیا۔ حضرت مولانا کو اطلاع ملی، تو آپ نے دو چار رفیقوں کی مدد سے انہیں چارپائی پر لٹایا اور ہسپتال کو روانہ ہوئے۔ ابھی تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ مولوی عطاء اللہ شہادت پا گئے اور بحالت روزہ مالکِ حقیقی سے جا ملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مولانا کو اپنے اکلوتے اور عزیز فرزند دلبند کی دائمی مفارقت سے جو صدمہ ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ عصر کے وقت مولوی عطاء اللہ شہید ہوئے اسی وقت نماز جنازہ مسجد اہلحدیث میں پڑھائی گئی۔ امامت کے فرائض خود مولانا مرحوم نے ادا کئے۔ صرف دس اصحاب کو تجہیز و تکفین کا پَرمِٹ مل سکا اور انہوں نے آخری یادگارِ ثنائی کو کندھوں پر اُٹھایا اور سُپردِ خاک کر دیا۔‘‘ (سیرتِ ثنائی صفحہ:70-469)

تَرکِ مکان:

بلوائیوں نے ان کے بیٹے کے قتل کے بعد مولانا کے مکان کو لوٹ لیا۔ سیرتِ ثنائی کا مصنف آگے لکھتا ہے:-

’’اس حادثۂ فاجِعہ کے بعد مخصوص احباب نے حضرت کو مشورہ دیا کہ آپ کا مکان جس بازار اور گلی میں ہے چونکہ وہ مسلمانوں کے لئے بے حد مخدوش و پُرخطر ہے اس لئے آپ فوراً اسے چھوڑ دیں۔

حضرت مولانا نے آخر مشورۂ احباب قبول فرمایا اور صرف مکان ہی نہیں سب کچھ چھوڑ کر چل پڑے۔ آپ خود، آپ کی اہلیہ محترمہ، پوتے پوتیاں، ان کے بچے، جس حالت میں اور جس لباس میں تھے اسی میں ہر چیز وہیں چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے۔

مکان لٹ گیا کتب خانہ جل گیا:

مولانا مرحوم شہر کے رؤسا میں سے تھے لاکھوں روپے کا سامان موجود تھا۔ ہزاروں روپے نقد، ہزارہا روپے کے زیورات صندوقوں میں بند تھے۔ ہزارہا روپیہ کا کتب خانہ تھا۔ پارچات کی کمی نہ تھی۔ مگر مولانا نے کسی چیز کو نگاہِ حسرت آمیز سے بھی نہیں دیکھا، نہ آپ کچھ اُٹھایا نہ دوسروں کو اٹھانے دیا۔ اُس وقت صرف پچاس روپے آپ کی جیب میں تھے اور معمولی کپڑے زیب تن، اسی حالت میں آپ مع اہل و عیال مکان چھوڑ گئے اور کسی دوسری جگہ شب باش ہوئے۔

آپ کا مکان کو چھوڑنا ہی تھا کہ بدمعاش لٹیرے جو اِسی انتظار میں گھات لگائے بیٹھے تھے، ٹوٹ پڑے اور تمام سامان نقدی، زیور وغیرہ لُوٹ کر لے گئے اور اس لوٹ کھسوٹ کے بعد مکان بھی نذرِ آتش کر دیا۔

لُٹیروں نے اسی پر بس نہ کی بلکہ آپ کا عزیز ترین کتب خانہ جس میں ہزارہا روپے کی نایاب و قیمتی کتابیں تھیں اور جن کو آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا اور خریدا تھا جلا کر خاک کر دیں۔ کتابوں کے

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ مالک کُل ہے۔ وہ سزا دینے پر بھی قدرت رکھتا ہے اور بخشنے پر بھی۔

جزا سزا کے وقت کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا رحم اور فضل مانگنا چاہئے۔

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت سے فیض پانے کے لئے نہایت اہم نصائح۔

ربوہ میں سلسلہ کے پرانے کارکن چوہدری عبداللطیف صاحب اوورسیئر کی وفات اور ان کی خوبیوں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 30/مارچ 2007ء بمطابق 30/امان 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

وَلِلّٰهِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آل عمران:190)

اللہ تعالیٰ جو مالک کل ہے۔ جو آسمان کا بھی مالک ہے اور زمین کا بھی مالک ہے۔کوئی چیز اس کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے مالک اور اَلْـمُلْک ہونے کی صفت کو قرآن کریم میں مختلف رنگ میں مختلف مضامین کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور یہ ہر مومن کا فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا ادراک حاصل کرے، اسے ذہن میں رکھے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلے، اس کی عبادات کی طرف توجہ دے، اس کے احکامات پر عمل کرے، اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرے۔وہ جو مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن ہے۔اُس سے اس دن سے ڈرے جس دن جزا سزا کا فیصلہ ہوگا۔کوئی بھی عقلمند انسان اس دن اپنے زعم میں یہ خیال کرکے کہ مَیں نے زندگی میں بڑے نیک اعمال کئے ہیں، مَیں تو لازماً جنت میں جانے والوں میں سے ہوں، جنت میں جانے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ایسے ہر شخص کو دنیا بے وقوف کہے گی۔ یہ حدیث ہم کئی بار سن چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر جنت میں نہیں جاسکتا۔صحابہ کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھ پر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا تو مَیں جنت میں جاؤں گا۔

تو جب آپؐ جیسا انسان جس کے لئے یہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے، آپؐ جو سب نبیوں سے افضل اور خاتم النبیّین ہیں، آپؐ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰـهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا(الاحزاب:57) اللہ تعالیٰ یقیناً اس نبی پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ پس اے مومنو! تم بھی اس پر درود بھیجتے ہوئے دعائیں کرتے رہا کرو اور اس کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔ آپ ﷺ جن کا اوڑھنا بچھونا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھا، جن کی راتیں خدا تعالیٰ کی عبادت میں کھڑے اس طرح گزرتی تھیں کہ پاؤں مبارک متورّم ہوجایا کرتے تھے۔آپؐ کے بارے میں حضرت عائشہؓ گواہی دیتی ہیں کہ آپؐ کے رات اور دن قرآن کریم کی عملی تصویر تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ بھی یہ گواہی دیتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ وَاِنَّکَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ(القلم:5) کہ تُو نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ تُو اپنے عمل اور تعلیم میں انتہائی درجہ کو پہنچا ہوا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ آپؐ سے یہ اعلان کرواتا ہے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام:163)۔تُو اُن سے کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ان تمام ضمانتوں کے باوجود، ان تمام عملوں کے باوجود، اپنوں اور غیروں کی گواہی کے باوجود خوف ہے۔اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین نہیں ہے۔نہیں، بلکہ اس لئے کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ادراک آپؐ کو تھا۔اللہ کی مالکیت اور پھر اس کے مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن ہونے کا صحیح فہم آپؐ کو تھا۔اس لئے آپؐ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا رحم مانگتے تھے اور یہی آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو تلقین فرمائی۔

پس یہی اصل ہے کہ جو مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن ہے اُس سے اُس کا فضل اور رحم مانگ کر ہی انسان کی بچت ہے۔کسی کو کیا پتہ کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول ہے اور کونسا نہیں اور کس نیت سے کوئی نیکی کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے۔ ہر انسان کے دل کا حال بظاہر دوسروں کو نیکی کرنے والا بھی نظر آتا ہو تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی نیت کیا تھی۔ان تمام باتوں اور وعدوں کے باوجود اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا خوف دامنگیر تھا تو ایک عام مومن کو کس قدر اس کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ جہاں اس بات کا اظہار فرماتا ہے کہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ جزا سزا میرے ہاتھ میں ہے۔، گناہگار کو بھی بخش سکتا ہوں اور بخشتا ہوں۔وہاں مومنوں کو یہ تسلّی بھی کرواتا ہے کہ جب زمین و آسمان کی ملکیت میری ہے اور ہر چیز پر میری دائمی قدرت ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔اس میں ذرہ برابر بھی نہ کبھی کمی واقع ہوئی اور نہ ہو گی۔تو میرے احکامات پر عمل کرکے خالص میرے لئے ہوکر ہر قسم کے حقوق ادا کرو تو میری پناہ میں رہو گے اور ہر شر سے بچائے جاؤ گے۔پس اس بات کو سمجھتے ہوئے میرے احکامات پر عمل کرو۔ورنہ یاد رکھو اگر میرے مقابلے پر کسی اور کی پناہ تلاش کرنے کی کوشش کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔تمہیں کوئی مستقل پناہ نہیں دے سکتا۔اس دنیا کی عارضی منفعتیں تمہیں بعض دفعہ بہت نظر آتی ہیں لیکن پھر جزا سزا کے دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔اور ایسے تمام لوگ جو کفر میں بڑھے ہوئے ہیں ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہت میں رحمانیت کے جلوے دکھاتا ہے۔لیکن اِن کفر میں بڑھے ہوؤں کے لئے جب جزا سزا کا دن آئے گا تو بڑا اکڑا اور دشوار گزار دن ہوگا۔پس اگر اللہ تعالیٰ کے اُس دن اللہ تعالیٰ کی رحمانیت سے فیض پانا ہے تو اس کے بتائے ہوئے رستوں پر چلو اور پھر بھی یہ خوف دامن گیر رہے کہ وہ قادر مطلق ہے، ہماری کسی غلطی پر ہمیں پکڑ نہ لے اس لئے ہمیشہ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس آسمان و زمین کے مالک سے رحمت اور بخشش کے طلبگار رہیں۔اس سے گناہوں اور غلطیوں کے باوجود رحم اور بخشش

کے امیدوار رہیں۔ اس لئے کہ وہ مالک اور بادشاہ ہے۔ اس نے فرمایا ہے کہ مَیں عدل سے بالا ہو کر انعام واحسان کرتا ہوں۔ اگر صرف عدل کا معاملہ ہو تو بہت سے لوگ پکڑ میں آ سکتے ہیں۔

کہتے ہیں کسی پر قتل کا الزام لگایا گیا جب کہ وہ بے قصور تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ انصاف کر اور مجھے اس سزا سے بچا، تُو جانتا ہے کہ غلط الزام ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ نیک آدمی تھا، دعائیں قبول ہوتی تھیں اس کی دعا قبول نہیں ہوئی اور اس کو پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ اس نے پھر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ تُو تو سب سے زیادہ انصاف کرنے والوں سے زیادہ انصاف کرنے والا ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ جس جرم میں یہ سزا سنائی گئی ہے وہ مَیں نے نہیں کیا۔ تو اس پر اُسے بتایا گیا کہ تُو نے انصاف مانگا تھا تو انصاف یہی ہے جو تجھے مل گیا۔ گو کہ تو آج ایک غلط الزام میں پکڑا گیا ہے یا سزا سنائی گئی ہے۔ لیکن فلاں وقت تو نے ایک جانور کو یا کیڑے کو ظالمانہ طریقے پر مارا تھا۔ تو آج تجھ سے اس عمل کی پاداش میں یہ سلوک ہو رہا ہے۔

پس یہ خوف کا مقام ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اپنے زعم میں بعض لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑے نیک اعمال کئے یا لوگ کسی کو نیک اعمال کرنے والا سمجھ رہے ہوتے ہیں ان سے بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جزا سزا کے وقت کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور سامنے رکھتے ہوئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا رحم اور فضل مانگنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بخشش کی آغوش میں آ سکیں۔ پس آنحضرت ﷺ نے اپنی سنت سے اپنی دعاؤں سے جو ہمیں یہ نکتہ سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت ہر وقت دل میں رکھو یہی یاد رکھنے کے قابل چیز ہے۔

حضرت عائشہؓ نے آپؐ کی ایک دعا کے بارے میں بیان کیا کہ آپؐ ہر نماز میں پڑھتے تھے۔ کہ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہ اے اللہ تو پاک ہے، اے ہمارے رب اپنی حمد کے ساتھ اے اللہ مجھے بخش دے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الأذان۔ باب الدعاء فی الرکوع)

پس بخشش، رحم اور فضل مانگنے کی ضرورت ہے، نہ کہ عدل اور انصاف۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندرونے کو ہم سے بہتر جانتا ہے۔ پس احکام پر عمل کر کے بھی حق کے طور پر نہیں بلکہ پھر فضل کے طور پر خدا تعالیٰ سے مانگنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کیوں کہا اور عَادِلِ یَوْمِ الدِّیْنِ (کیوں) نہیں کہا تو واضح ہو کہ اس میں بھید یہ ہے کہ عدل کا تصور اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک حقوق کو تسلیم نہ کر لیا جائے اور جہانوں کے پروردگار خدا پر تو کسی کا کوئی حق نہیں اور آخرت کی نجات خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کے لئے محض ایک عطیہ ہے جو اس پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی اطاعت کرنے اور اس کے احکام کو قبول کرنے، اس کی عبادت کو بجا لانے اور اس کی معرفت حاصل کرنے کے لئے حیران کن تیزی سے قدم بڑھایا"۔

پس تمام احکامات پر عمل کرنے اور حیران کن تیزی سے قدم نیکیوں کی طرف بڑھانے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نیک اجر ملنا ہے وہ حق نہیں ہے۔ جو اُن اعمال کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی ہمیں عطا فرماتا ہے، جس کا اس نے وعدہ کیا ہوا ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ ہے، احسان ہے۔ اور کوئی عقلمند انسان عطیہ اور احسان کو حق نہیں سمجھ سکتا۔ اور اس عطیہ کی انتہا اس وقت ہوتی ہے، اس کی مالکیت کا جلوہ اس وقت انتہا کو پہنچتا ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہیں کہ "... گو وہ اطاعت کے معاملے کو پورے کمال تک نہ پہنچا سکے اور نہ عبادت کا پورا حق ادا کر سکے ہوں اور نہ ہی معرفت کی حقیقت کو پوری طرح پا سکے ہوں۔ لیکن ان باتوں کے حصول کے شدید خواہش مند رہے ہوں...."۔ یعنی حصول تو نہ ہو۔ اس چیز کو، ان نیکیوں کو پا تو نہ سکے ہوں لیکن ان کی خواہش ہو۔ حصول کی طرف بڑھنے کی کوشش ہو اور شدید خواہش کی ابتداء ہو چکی ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھی نیک جزا دیتا ہے۔ کیونکہ یہ عطیہ اور احسان ہے اور مالک حق رکھتا ہے جس پر جتنا چاہے احسان کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ صرف عدل کرنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ لوگ حصہ نہ پا سکتے جو صرف کوشش کرنے والے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگوں نے وہ مرتبہ حاصل نہیں کیا جس کے حصول کی وہ کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح بدی کرنے والوں کے متعلق آپؑ نے فرمایا کہ "(جو) بُرے عمل کرتے رہے اور بدی کرنے پر اپنی جرأت میں ترقی کرتے گئے۔ اور وہ (بدی کے کاموں سے) رکنے والے نہ تھے"۔

(کرامات الصادقین۔ عربی سے اردو ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 135-136)

ایسے لوگ پھر اللہ تعالیٰ کی سزا کے اندر آتے ہیں۔ تو مالک کیونکہ بااختیار ہوتا ہے اس لئے عدل سے بڑھ کر احسان کر سکتا ہے۔ ہمیشہ احسان اور بخشش کی دعا مانگنی چاہئے ورنہ انصاف تو پھر اُسی طرح ہو گا جس طرح مَیں نے پہلے ایک مثال دی ہے۔ لیکن یہ جو بدی کرنے والے ہیں یہ بھی اگر اصرار نہ کریں اور نیکی کی طرف قدم بڑھانا شروع کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ۔ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ (آل عمران:136) یعنی نیز وہ لوگ جو کسی بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کریں تو اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ بخشتا ہے اور جو کچھ وہ کر بیٹھے ہوں اس پر جانتے بوجھتے ہوئے اصرار نہیں کرتے۔ لیکن اگر اصرار کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے آتے ہیں۔ پس ایسے محسن مالک کے در پر نہ جھکنا کتنی بڑی بدبختی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی عقل دے جو خدا کے مقابلے پر دوسرے خدا بنا بیٹھے ہیں اور یہ عقل انہیں آ جائے کہ وہ ایک خدا ہے جو دائمی قدرت کا مالک ہے۔ زمین و آسمان میں اس کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ اُس کے علاوہ جسے بھی تم اپنا دوست اور مددگار بناتے ہو تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔ پس اس قادر و مقتدر خدا کے آگے جھکو اور اس کے احسان سے جزا سزا کے دن فیض پاؤ۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ نے اپنی کتاب "حیات قدسی" میں جو انہوں نے لکھی ہوئی ہے، حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ ایک حکایت درج کی ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ یہاں اس دنیا میں بھی جزا سزا کا فیصلہ کرتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ "حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے کی بات ہے کہ ایک درویش حجرہ نشین، جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہتا تھا اور خلوت نشینی اس کا محبوب شغل تھا علیحدہ کمرے میں بند رہتا تھا۔ ایک دن جب وہ ذکر الٰہی میں مشغول تھا۔ اس کے...... دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوئی کہ اگر لحم البقر ملے تو مَیں کھاؤں۔ (یعنی گائے کا گوشت کھانے کی اس کو خواہش پیدا ہوئی) چنانچہ یہ خواہش جب شدت کے ساتھ اسے محسوس ہوئی تو ایک قریب البلوغ، ایسا گائے کا بچھڑا جو قریباً جوانی کی عمر کو پہنچنے والا تھا اس کے حجرہ کے اندر خود بخود آ گیا اور اس کے گھسنے کے ساتھ ہی اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ گائے کا بچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری خواہش پر اس حجرہ میں آیا ہے۔ اس لئے اس نے اسے ذبح کیا تاکہ اس کا گوشت کھا کر اپنی خواہش پوری کرے۔ جب ابھی ذبح کیا ہی تھا کہ اوپر سے ایک شخص آ گیا اور یہ دیکھ کر کہ اس درویش نے بچھڑا ذبح کیا ہے غضبناک ہو کر بولا کہ یہ میرا جانور ہے، تم نے اسے ذبح کیوں کیا۔ تو اس جانور کو یہاں چوری کر کے لے آیا پھر ذبح کر لیا یہ مجرمانہ فعل ہے۔ میں اس پر عدالت میں استغاثہ دائر کروں گا۔ چنانچہ اس شخص نے بحیثیت مدعی حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ عدالت نے مجرم کو طلب کیا اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اس درویش سے پوچھا کہ یہ شخص جو بحیثیت مدعی تجھ پر الزام لگاتا ہے کہ تُو نے ایسا ایسا فعل کیا ہے اس الزام کا تمہارے پاس کیا جواب ہے۔ اس کے متعلق اس درویش نے بیان کیا کہ میرے والد جب کہ مَیں چھوٹا ہی تھا تجارت کے لئے کسی ملک میں گئے۔ اس کے بعد مَیں جوان ہوا اور اسے عرصہ دراز گزر گیا۔ مَیں نے کچھ تعلیم حاصل کر کے بعض اہل اللہ سے تعلق پیدا کیا اور گوشہ نشینی کو اختیار کر لیا۔ اسی اثناء میں جبکہ مَیں ذکر الٰہی میں مصروف تھا میرے دل میں گائے کا گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس خواہش کی حالت میں یہ گائے کا بچھڑا میرے حجرہ میں آ گیا۔ مَیں نے یہی سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری خواہش کو پورا کرنے کے لئے یہ گائے کا بچھڑا میرے حجرہ میں بھیج دیا ہے۔ اس لئے مَیں نے اسے ذبح کر لیا۔ یہ شخص اوپر سے آ گیا اور غضبناک ہو کر بولا کہ تُو نے میرا جانور چرایا ہے اور پھر ذبح بھی کر لیا ہے اور مَیں عدالت میں مقدمہ دائر کروں گا۔۔۔ چنانچہ اسی بناء پر یہ مجھے ملزم قرار دیتا ہے۔ مَیں تو سمجھا تھا اللہ تعالیٰ نے میری خواہش کے مطابق بھیجا ہے۔ اب جو فیصلہ عدالت کے نزدیک مناسب ہو وہ فیصلہ کر دے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے دل پر اس درویش کے بیان سے بلحاظ اس کی نیکی اور پارسائی اور عاجزانہ حالت کے خاص اثر ہوا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اچھا اس وقت جاؤ اور فلاں تاریخ کو دونوں مدعی جس نے درخواست دی تھی اور مدعا علیہ جو دوسرا تھا، جس پر الزام لگایا گیا تھا دونوں حاضر ہو جاؤ تا فیصلہ سنا

دیا جائے۔ جب مدعی اور ملزم دونوں عدالت سے رخصت کئے گئے تو حضرت داؤدؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور بہت دعا کی کہ اے میرے خدا میری عدالت سے کسی کیس کے متعلق ناروا فیصلہ ہونا جو تیرے نزدیک اپنے اندر ظلم کا شائبہ رکھتا ہو میں قطعاً پسند نہیں کرتا۔ تو اس مقدمہ میں میری راہنمائی فرما اور اصل حقیقت جو بھی ہے مجھ پر منکشف فرما، کھول دے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے نہایت تضرع سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ جو کچھ درویش نے بیان کیا ہے وہ بالکل درست ہے اور ذکر کی حالت میں اس درویش کے دل میں یہ خواہش ہم نے ہی ڈالی اور گائے کا بچھڑا بھی ہمارے ہی تصرف کے ماتحت درویش کے حجرہ میں لایا گیا اور پھر اس کا ذبح کیا جانا بھی ہمارے ہی منشاء کے مطابق ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سب کارروائی ہمارے ہی خاص ارادے کے تحت وقوع میں آئی اور اصل حقیقت یہ ہے کہ اس درویش کا والد جو بہت بڑا تاجر تھا اور مدت تک باہر تجارت کرنے کے بعد لاکھوں روپے کی مالیت حاصل کی اور کئی ریوڑ بھیڑوں اور بکریوں کے اور کئی گلے گائیوں اور اونٹوں کے اس کی ملکیت میں تھے۔ وہ واپس وطن کو آ رہا تھا اور یہ جو مدعی ہے جو یہ کہتا تھا کہ میری گائے کیوں ذبح کرلی۔ یہ نمک حرام اس درویش کے باپ کا نوکر تھا۔ جب وہ تاجر اپنے شہر کے قریب ایک میدان میں اترا اور رات کو سویا تو اس شخص نے جو اس کا نوکر تھا نمک حرامی کی اور چھری سے اس کے اوپر حملہ کر کے، اس چھری سے جس پر اس شخص کا نام بھی لکھا ہوا تھا، اس کا نام کندہ تھا اس تاجر کو قتل کر دیا اور اس میدان کے گوشے میں معمولی سا گڑھا کھود کر اس میں گھسیٹ کر ڈال دیا۔ اس میدان میں اس پر مٹی ڈال کر اس کو دفن کر دیا۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کو خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں وہ میدان اور وہ گڑھا سب کچھ دکھا دیا اور وہ چھری بھی جس سے تاجر قتل کیا گیا تھا اور خون آلود کپڑے بھی جو اس کے ساتھ دفن کئے گئے تھے۔ یہ ساری چیزیں ان کو دکھا دی گئیں اور بتایا کہ ہم نے یہ سب کارروائی اس لئے کروائی کہ اس قاتل کے پاس جس قدر مال مویشی اور روپیہ ہے وہ سب درویش کو جو مقتول تاجر کا بیٹا ہے اور اصل وارث ہے دلایا جائے اور مدعی کو جو درویش کے باپ کا قاتل ہے قصاص کے طور پر قتل کی سزا دلائی جائے۔

جب حاضری کے لئے مقررہ دن کو یہ دونوں حاضر ہوئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اس مدعی کو کہا کہ تم اس درویش کو معاف کر دو تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اس مدعی نے عدالت کے کمرے میں شور ڈال دیا کہ دیکھو جی کیا عدالت ہے؟ کیا عدالت یوں ہوتی ہے مجرموں کو بجائے سزا کے مدعی سے معافی دلائی جا رہی ہے۔ ایسا عدل نہ کبھی سنا اور نہ دیکھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بار بار سمجھانے پر بھی جب مدعی نے عدل عدل کی رٹ لگائی تو آپؑ نے فرمایا کہ بہت اچھا اب ہم عدل ہی کریں گے اور سپاہی کو حکم دیا کہ اس مدعی کو ہتھکڑی لگالی جائے اور فلاں میدان کی طرف کوچ کیا جائے۔ وہاں پہنچ کر فرمایا کہ یہ قبر کس کی ہے اور اس کا قاتل کون ہے۔ آپ نے چھری جس پر مدعی کا نام بھی لکھا تھا اور تاجر کے خون آلود کپڑے جو ساتھ ہی مدفون تھے۔ وہ سب کچھ گڑھا کھودنے سے قبل ہی بتا دیا کہ یہاں یہاں پڑے ہیں اور یہ بھی بتا دیا کہ جو مدعی ہے یہ اس تاجر کا، جو اس درویش کا باپ ہے، قاتل ہے جسے اس مدعی نے اپنی چھری سے سوئے ہوئے قتل کر دیا تھا۔ اور خدا نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے اور دکھا بھی دیا ہے۔ جیسے کہ بتایا تھا۔ اسی طرح وہاں کی چیزوں کو دیکھا۔ اسی کے مطابق قبر سے چھری بھی نکل آئی اور خون آلود کپڑے بھی نکل آئے۔

چنانچہ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعی قاتل کو قصاص کے طور پر قتل کا حکم سنایا تو اس پر مدعی کہنے لگا کہ جناب مَیں ملزم کو معافی دیتا ہوں اور مقدمہ واپس لیتا ہوں، آپ بھی مجھے معاف فرمائیں۔ تو حضرت داؤد نے فرمایا کہ اب معافی نہیں دی جا سکتی۔ اب وہی عدل جس کے متعلق عدل عدل کے الفاظ میں تم شور ڈالتے رہے ہو تمہارے ساتھ کیا جائے گا اور اسی کے مطابق عدالت کی کارروائی ہو گی۔ اور اس کے بعد مدعی کو درویش کے تاجر باپ کے قصاص میں قتل کا آخری حکم سنایا گیا۔ جس چھری سے تاجر کو قتل کیا گیا تھا اسی سے بعد اقرار جرم قاتل قتل کر دیا گیا اور جو کچھ مال و متاع مویشی اور روپیہ اور جائیداد وغیرہ تھی۔ تاجر کی جو چیزیں غصب کی گئی تھیں وہ سب کی سب اس درویش کو جو تاجر کا بیٹا تھا اور وہ اصل وارث تھا اس کو دے دی گئیں۔

(حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ 165-169)

اس طرح باوجود انتہائی پیچیدہ معاملے کے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پوری چیز کھول کر دکھا دی اور انصاف ہو گیا۔ جو عدل مانگ رہا تھا اُس کو عدل سے سزا مل گئی اور جس درویش نے سچ بولا تھا، درویشی میں عمر گزاری۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے، اس کو اس کا اجر اللہ تعالیٰ نے دے دیا۔ اگر وہ جو ملزم تھا غلطی مان لیتا تو اللہ کے پیارے بھی جو اس کا پَرتو ہوتے ہیں اس پر رحم کرتے۔ لیکن کیونکہ اس نے غلط بات پر اصرار کیا اور اپنے زعم میں دوسروں کو اپنی چالاکی سے دھوکہ دے رہا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ کے بندے کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کی وجہ سے سزاوار ہوا، سزا پا گیا۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا وہ اللہ کا نیک بندہ تھا اپنی عاجزی اور نیکی اور سچائی کی جزا اُس کو مل گئی۔

اب مَیں بعض احادیث پیش کرتا ہوں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صفت سے فیض پانے کے جو طریق ہمیں سکھائے ہیں وہ بیان کئے گئے ہیں۔

عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نعمانؓ بن بشیر کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حلال اور حرام واضح واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان متشابہات ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے اور جو بھی متشابہات سے بچتا رہے اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی اس میں پڑ گیا وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو اپنے جانور روکی گئی فصل کے قریب چراتا ہے ممکن ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائیں۔ یاد رکھو کہ ہر مَلِک، بادشاہ کے لئے ایک روک ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی روک دنیا میں اس کے محارم، نواہی، مناہی ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہو تو سارا بدن ٹھیک ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو سارا جسم خراب ہوتا ہے اور وہ دل ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب فضل من استبراء لدینہ)

اللہ تعالیٰ نے ایک تو واضح واضح احکام فرما دیئے کہ یہ کرنے ہیں اور یہ نہیں کرنے۔ بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں جب کسی شک و شبہ کی گنجائش پیدا ہو تو ان سے بچنا چاہئے۔ تقویٰ یہی ہے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں سے منع کیا ہے اس کی مثال اس طرح ہے کہ جس طرح کسی بادشاہ کی کوئی رَکھ ہو اور وہاں باڑ لگی ہو۔ فصلیں لگی ہوں اور کوئی اپنی بکریاں چراتا ہوا ان میں چلا جائے۔ پھر فرمایا کہ یہ دل ایک لوتھڑا ہے، جو انسان کے جسم میں ہے۔ اگر یہ ٹھیک ہو تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے۔ اگر یہ خراب ہو جائے تو سارا جسم جو ہے، بدن جو ہے، وہ خراب ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اوامر و نواہی جو ہیں جس کے کرنے کا اور نہ کرنے کا اس نے حکم دیا ہے۔ اس کے مطابق زندگی گزارنا اس مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن کے رحم کو جزا سزا کے دن جذب کرنے والا ہے۔ ورنہ انسان اللہ تعالیٰ کی سزا کے نیچے آ سکتا ہے اور دل کی نشاندہی فرما دی کہ تمہارے دلوں سے ہی نیکی اٹھتی ہے اور انہی میں سے بیماریاں پنپتی ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے تو اس کو ہر قسم کے گند سے پاک کرو۔ بعض چیزیں دیکھ کے انسان بعض دفعہ برائی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس کو احساس نہیں رہتا کہ کس گناہ میں پڑنے لگا ہے۔ اس لئے ہمیشہ دل پر نظر رکھنی چاہئے کہ یہی دل ہے جس میں آئے ہوئے خیالات اور اس کے بعد کئے گئے عمل کے مطابق پھر آپ اللہ تعالیٰ سے اجر پانے والے بھی ہو سکتے ہیں اور اس کی سزا کے مورد بھی بن سکتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ذکر کرنے والوں کی تلاش میں رستوں میں نکلتے ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو پا لیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اپنی حاجتیں بیان کرو۔ پھر وہ ایسے لوگوں کو ورلے آسمان تک گھیرے رکھتے ہیں۔ ان کا ربّ ان سے پوچھے گا حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ وہ کہیں گے کہ وہ تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری حمد کرتے ہیں اور تیری بڑائی بیان کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہیں گے اے اللہ! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ پھر اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہیں گے کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری زیادہ عبادت کرتے اور تیری بڑائی شدّت کے ساتھ بیان کرتے اور تیری تسبیح کثرت کے ساتھ کرتے۔ پھر اللہ فرمائے گا کہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ تو فرشتے کہیں گے کہ وہ جنت مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ تو فرشتے جواب دیں گے اے اللہ انہوں نے اس کو نہیں دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا حالت ہوتی۔ وہ عرض کریں گے کہ وہ اگر اس کو دیکھ لیتے تو اس کے حصول کی خواہش اور رغبت ان میں بہت زیادہ بڑھ جاتی۔ پھر اللہ پوچھے گا کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے جواب دیں گے کہ آگ سے بچنے کی۔ اللہ فرمائے گا کہ کیا انہوں نے اُسے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کریں گے کہ اے اللہ! انہوں نے نہیں دیکھا۔ اللہ فرمائے گا کہ اگر وہ اس کو دیکھ لیتے تو

ان کا کیا حال ہوتا؟ تو فرشتے جواب دیں گے اے اللہ! وہ اگر اسے دیکھ لیتے تو اور زیادہ ڈرنے والے اور اس سے زیادہ دور بھاگنے والے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ مَیں تم کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ مَیں نے ان کو بخش دیا، ان کے اس عمل کی وجہ سے، جنت کی خواہش کی وجہ سے، آگ سے ڈرنے کی وجہ سے ان کو بخش دیا۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرے گا کہ ان میں ایک بندہ ایسا بھی تھا جو اپنی کسی ضرورت کے لئے وہاں آ گیا تھا۔ اللہ فرمائے گا یہ ایسے لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والے بھی بدنصیب نہیں ہوتے۔ اسے بھی بخشتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزوجل حدیث نمبر 6408)

یہ مالک کا احسان اور انعام ہے کہ نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے۔ نیکی کو بغیر دیکھے اس کی خواہش کرنے والوں کو بخش دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہاں عدل کا سوال نہیں ہے۔ یہاں احسان تقسیم ہو رہا ہے۔ اس کا احسان اس کی مالکیت کے ثبوت کے تحت ہی ہے۔ ان نیک لوگوں میں بیٹھنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ بخش رہا ہے اور فیض پہنچا رہا ہے۔

پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفت مالکیّت کے تحت اپنے بندے کے اچھے اور برے اعمال کے لحاظ سے اس سے کیا سلوک کرتا ہے۔ کس طرح اس کی نیکیوں اور بدیوں کا اندراج فرماتا ہے جو کہ جزا سزا کے دن سامنے آنا ہے۔ اس میں بھی کتنی رعایت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں اور بدیوں کو لکھ رہا ہے پھر ان کو بیان بھی کر دیا ہے۔ پس جس نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا لیکن اسے نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے ہاں ایک نیکی شمار کرے گا۔ نیکی کا ارادہ کیا اور عمل نہ کیا تو نیکی شمار ہوگی۔ اگر وہ اس کا ارادہ کرے اور پھر اس پر عمل بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس سے دس سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اور جو کوئی بدی کا ارادہ کرلے اور پھر اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ بدی کا ارادہ کیا لیکن عمل نہیں کیا، جھٹک دیا، اللہ تعالیٰ نے نیکی لکھ دی اور وہ اگر اس کا ارادہ کر کے اس پر عمل بھی کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک بدی کو شمار کرے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب من ھمّ بحسنۃ او بسیئۃ حدیث نمبر 6491)

اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت کے تحت یہ احسان اور انعامات ہیں جو بندوں پر وہ کرتا ہے، جیسا کہ ہمیں پتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان صفات کا رنگ بندوں کو بھی اپنے اوپر لاگو کرنا چاہئے، چڑھانا چاہئے اور جیسے کہ ہم جانتے ہیں آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ ان صفات کا، اللہ تعالےٰ کی جو بھی صفات ہیں، ان کا اظہار اپنی ذات سے کرنے والے تھے۔ ایک دو مثالیں اب میں اس کی دیتا ہوں کہ کس طرح غلبہ اور قدرت ہونے کے باوجود جب آپؐ عرب کے بادشاہ بن چکے تھے آپؐ دشمنوں سے بھی احسان کا سلوک فرماتے تھے۔

عکرمہ بن ابوجہل کا واقعہ بڑا مشہور ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا اور اس کی وجہ سے یہ تھی کہ یہ خود بھی اور ان کا جوان کے جو والد ابوجہل تھا اس نے بھی مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی تھی اور اس میں بڑی شدت اختیار کرنے والوں میں سے تھا۔ جب عکرمہ کو یہ خبر ملی کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا ہے۔ تو یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کی بیوی جو اس کی چچازاد بھی تھی اور حارث بن ہشام کی بیٹی تھی، اسلام قبول کرنے کے بعد گئیں اور کشتی پر سوار ہونے سے پہلے عکرمہ کو جا لیا اور پکڑ لیا اور اس کو جا کر کہا کہ مَیں تیرے پاس آئی ہوں اے میرے چچا زاد! (خاوند کا حوالہ نہیں دیا، چچا زاد کا حوالہ دیا ہے) مَیں تیرے پاس سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور سب سے زیادہ نیک سلوک کرنے والے اور لوگوں میں سب سے زیادہ بہتر کے پاس سے آئی ہوں۔ تم اپنے آپ کو برباد نہ کرو۔ مَیں نے تمہارے لئے امان طلب کر لی ہے۔ جانے سے پہلے اس کے لئے آنحضرت ﷺ سے امان طلب کر کے گئی تھیں کہ اگر مَیں اُسے لے آؤں تو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ اگر وہ آ جائے اور اطاعت میں رہے گا تو ٹھیک ہے۔ تو خیر باتیں ہوتی رہیں بڑی مشکل سے مان کر عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ واپس آئے۔ تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اے محمدؐ ﷺ میری بیوی نے مجھے بتایا ہے کہ آپؐ نے مجھے امان دے دی ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ درست کہتی ہے کہ تمہیں امان دی گئی ہے۔ تو اس بات کو سن کر عکرمہ نے کلمہ پڑھ دیا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ۔ پھر عکرمہ نے شرم کے باعث اپنا سر جھکا لیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے عکرمہ! ہر وہ چیز جو میری قدرت میں ہے اگر تم اس میں سے کچھ مجھ سے مانگو تو مَیں تم کو عطا کر دوں گا۔ جتنا بھی ملکیت کا دائرہ ہے، جو کچھ میری قدرت میں ہے، مانگو مَیں تمہیں دوں گا۔ عکرمہ نے کہا کہ مجھے میری وہ تمام زیادتیاں معاف کر دیں جو مَیں آپؐ سے کرتا رہا ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعِکْرِمَہ کُلَّ عَدَاوَۃٍ عَادَانِیْھَا اَوْ مَنْطِقٍ تَکَلَّمَ بِہٖ اے اللہ! عکرمہ کو ہر وہ زیادتی جو وہ مجھ سے کرتا رہا ہے بخش دے یا آپؐ نے یہ فرمایا کہ اے اللہ! عکرمہ میرے بارے میں جو بھی کہتا رہا ہے اسے بخش دیا۔

(السیرۃ الحلبیہ لعلامہ ابوالفرج نورالدین۔ ذکر فتح مکہ شرفھا اللہ تعالیٰ جلد 3 صفحہ 132)

پھر فتح مکہ کے موقع پر ہی تاریخ میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے قریش کے گروہ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری زمانہ جاہلیت والی نفرت کو ختم کر دیا ہے اور اسے آباء واجداد کے ذکر کے ساتھ عظمت دی ہے اور تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ پھر آنحضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یٰٓاَ یُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (سورۃ الحجرات: 14) اے لوگو یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ لیکن اللہ دائمی علم رکھنے والا اور ہمیشہ باخبر ہے۔

پھر فرمایا: اے قریش! تم مجھ سے کس قسم کے سلوک کی توقع رکھتے ہو؟ قریش نے کہا کہ ہم آپؐ سے بھلائی کی ہی امید رکھتے ہیں کیونکہ آپؐ ہمارے معزز بھائی اور ہمارے معزز بھائی کے بیٹے ہیں۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ سہیل بن عمرو نے اس سوال پر کہا کہ ہم اچھی بات کرتے ہیں اور آپؐ سے اچھی امید وابستہ کرتے ہیں۔ کیونکہ آپؐ ایک معزز بھائی اور معزز بھائی کے بیٹے ہیں اور آپؐ ہم پر قدرت بھی رکھتے ہیں۔ قریش کا یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ویسا ہی کہتا ہوں جیسا کہ میرے بھائی یوسفؑ نے کہا تھا کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُاللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (یوسف: 93) آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تمہیں بخش دے گا۔ وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو۔ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ لوگ ایسے نکلے جیسے قبروں سے نکلے ہوں اور بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

(تلخیص از السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 140-141 فتح مکہ۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

جب غلبہ اور قدرت مل گئی، جب آپؐ بادشاہ بن گئے تو تب بھی آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا پَرتو بنتے ہوئے احسان کا سلوک فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کے پَرتو بنتے ہوئے اس نبی کی سنت پر چلتے ہوئے، اپنے نفسوں کو قابو میں رکھتے ہوئے، اپنے اپنے دائرے میں ایک دوسرے سے احسن سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جزا سزا کے دن ہم ایسے عمل لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں جو اس کے رحم اور بخشش کو کھینچنے والے ہوں۔

خطبہ ثانیہ میں حضور انور نے فرمایا:

آج ربوہ سے ایک اطلاع ہے کہ ہمارے سلسلہ کے بہت پرانے کارکن چوہدری عبداللطیف صاحب اوورسیئر پرسوں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآاِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یہ خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ بڑے پرانے احمدی تھے۔ احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ان کو ان کے عزیزوں نے تمام جدّی جائیداد اور مکانات وغیرہ جو بھی تھے سب سے محروم کر دیا۔ اور بیعت کرنے کے بعد پھر وصیت بھی کی، زندگی وقف بھی کی اور تحریک جدید میں رہے اور شروع میں جو ربوہ کی آبادکاری ہوئی ہے اس میں یہ شامل تھے۔ تمام پلاننگ نقشے اور ساری نشاندہی وغیرہ انہوں نے اس ٹیم میں شامل ہو کر بڑی محنت سے کی بلکہ ربوہ کے ہر پلاٹ کی، سڑک کی، ہر کونے کی حد بندی ان کو زبانی یاد تھی۔ یہ سب کچھ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے نکالا ہوا تھا۔ اپنے کام میں بڑے اصولی اور سخت تھے۔ کسی قسم کی رعایت نہیں کرتے تھے اور بڑے محنتی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ربوہ کے جو ابتدائی لوگ ہیں یہ ان میں سے تھے اور بہرحال ربوہ کے نام کے ساتھ جب بھی تاریخ میں نام آئے گا ان لوگوں کا نام بھی آئے گا۔ ابھی نماز جمعہ کے بعد میں انشاء اللہ ان کا جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۶ء........................

ہستی باری تعالیٰ (نصرتِ الٰہی کی روشنی میں)

(حافظ صالح محمد الٰہ دین ماہر فلکیات)

مری رات دن بس یہی اک صدا ہے
کہ اس عالمِ کون کا اک خدا ہے

خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے، ''ہستی باری تعالیٰ (نصرت الٰہی کی روشنی میں)''الحمد للہ وباللہ التوفیق۔ مذہب کا مرکزی نقطہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لہذا ہستی باری تعالیٰ کا مضمون بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔اللہ تعالیٰ گو ہماری آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا لیکن وہ اپنی صفات سے اپنے آپ کو ظاہر کردیتا ہے۔اس کی ایک صفت۔''النصیر'' ہے یعنی مددگار، مدد کرنے والا،اس صفت کے تعلق سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشھاد☆

(المؤمن: 40:52)

یعنی''یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اوران کی جو ایمان لائے اس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرینگے اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے ہونگے۔''

2۔ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین۔☆انھم لھم المنصورون۔☆وان جندنا لھم الغلبون۔

(الصافات:33:172.174)

یعنی''اور بلا شبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا یہ فرمان گزر چکا ہے کہ یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائیگی اور یقیناً ہمارا لشکر ہی ضرور غالب آنے والا ہے۔

3۔واللہ اعلم باعدائکم ،و کفی باللہ ولیا۔و کفی باللہ نصیرا۔(النساء:4:46)

یعنی''اور اللہ تمہارے دشمنوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور اللہ دوست ہونے کے لحاظ سے کافی ہے اور اللہ ہی کافی ہے بطور مددگار

ولقد ارسلنا من قبلک رسلا الیٰ قومھم فجاءُوھم بالبینات فانتقمنا من الذین اجرموا۔و کان حقا علینا نصر المؤمنین۔

(الروم:30:48)

یعنی''اور یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس وہ ان کے پاس کھلے کھلے نشانات لے کر آئے تو ہم ان سے جنہوں نے جرم کئے انتقام لیا اور ہم پر مومنوں کی مدد کرنا فرض ٹھہرتا ہے۔''

ہم گیتا میں بھی پڑھتے ہین کہ حضرت کرشن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب بھی دھرم کی کمی ہوتی ہے اور ادھرم کی زیادتی ہوتی ہے تب تب میں ظاہر ہوتا ہوں نیک دل لوگوں کی حفاظت کے لئے اور پاپیوں کو ہلاک کرنے کے لئے۔(چوتھا ادھیائے شلوک ۸،۷)

نصرت الٰہی کے چند واقعات پیش کرتا ہوں:

طوفان نوح کا واقعہ:

دنیا کی تاریخ کا ایک مشہور واقعہ جس کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ آتا ہے طوفان نوح کا واقعہ ہے۔حضرت نوح علیہ السلام ابتدائی تہذیب کے بانی تھے۔آپ نے قدیم زمانہ میں خدا کے رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔اور یہ تعلیم دی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ان کی قوم بدیوں میں مبتلا تھی۔حضرت نوحؑ نے دن رات تبلیغ کی۔اعلان عام کے ذریعہ بھی اور پوشیدہ طور پر بھی اور اپنی قوم کو فرمایا کہ اپ نے رب سے استغفار کرو یقیناً وہ بہت بخشنے والا ہے۔اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر رحمتوں کی بارش نازل فرمائیگا اور وہ اموال اور اولاد کے ساتھ تمہاری مدد فرمائیگا اور اگر ایسا نہ کروگے تو تم پر ایک دردناک عذاب آجائیگا۔الغرض اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید دلا کر بھی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا کر بھی آپ نے سمجھایا لیکن آپ کی قوم نے نہ صرف انکار کیا بلکہ آپ کے خلاف بڑی تدبیر بھی کی جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔

''ومکروا مکرا کبارا''(نوح:71:23)

یعنی''انہوں نے بہت بڑا مکر کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ وہ کشتی بنائیں جن لوگوں نے ظلم کا شیوہ اختیار کیا ہے وہ ضرور غرق کئے جائینگے۔کشتی بناتے وقت قوم کے بڑے بڑے لوگ آپ پر ہنستے تھے اور تمسخر کرتے تھے۔لیکن آخر پیش گوئی کے مطابق طوفان آیا اور وہ بڑا شدید طوفان تھا۔آسمان سے بھی بارش ہوئی اور زمین کے چشمہ بھی پھوٹ پڑے اور بعض پہاڑیوں کی چوٹیوں تک بھی پانی پہنچ گیا۔لیکن حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی جماعت حیرت انگیز طور پر اس کشتی کے ذریعہ اس طوفان کے شر سے بچالئے گئے اور باقی لوگ غرق ہوگئے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

و حملنٰہ علیٰ ذات الواح ودسرo
تجری باعیننا جزاء لمن کان کفرo
ولقد ترکنھا ایۃ فھل من مدکرo

(القمر:54:14:16)

اور اسے(یعنی نوح کو) ہم نے تختوں اور میخوں والی کشتی پر سوار کیا وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی۔اس کی جزا کے طور پر جس کا انکار کیا گیا تھا اور یقیناً ہم نے اس کشتی کو ایک بڑے نشان کے طور پر چھوڑا پس کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے؟

حضرت نوح علیہ السلام کے واقعات سے ملتے جلتے واقعات پر مبنی روایات دنیا کے قریبا ہر براعظم میں ملتی ہیں (دیکھو انسائیکلو پیڈیا ببلیکا)۔الغرض یہ ایک زبردست تاریخی واقعہ ہے جس پر دنیا کی سب قومیں شاہد ہیں۔

(تفسیر کبیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

نصرت الٰہی مختلف انبیاء کے زمانے میں:

قرآن مجید میں ہم پڑھتے ہیں کہ حضرت ھود علیہ السلام عاد کی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے۔عاد کی قوم نے ان کو جھٹلایا اور جھٹلانے والے تیز ہوا کے ذریعہ ہلاک کئے گئے تھے۔لیکن حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھ جو آپ کو ماننے والے تھے وہ بچائے گئے۔

حضرت صالح علیہ السلام ثمود کی طرف بھیجے گئے تھے۔ثمود کی قوم نے ان کو جھٹلایا تو وہ ایک زلزلہ کے ذریعہ ہلاک کئے گئے تھے۔لیکن حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھ جو ماننے والے تھے بچالئے گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے بھی آپؑ کو جھٹلایا تھا۔اور ان کو جھٹلانے والے پھتروں کی بارش سے ہلاک کئے گئے۔لیکن ان کے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اس عذاب سے بچالیا تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو بھی جن لوگوں نے جھٹلایا وہ زلزلے سے ہلاک کئے گئے،لیکن آپ کے ساتھ جو ماننے والے تھے بچالئے گئے۔

اگر کوئی خدا نہ ہوتا تو ماننے والے اور جھٹلانے والے دونوں کو قدرتی حادثات میں یکساں ہلاک ہونا تھا۔رسول اور اس کے ماننے والوں کا نمایاں طور پر بچایا جانا اور جھٹلانے والوں کا ہلاک ہونا اللہ تعالیٰ کی ہستی بھاری دلیل ہے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کی عام سنت یہ ہے کہ جب کوئی وباء یا تکلیف ملک میں آتی ہے تو اچھے برے سب ہی اس میں شریک ہوجاتے ہیں لیکن انبیاء کے زمانہ میں چونکہ عذابوں کا نزول اتمام حجت کے طور پر ہوتا ہے۔اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت مومنوں کے لئے خاص جوش میں آجاتی ہے اور باوجود ایک ہی ملک میں اور ایک ہی جگہ میں رہنے کے وہ اکثر قسم کے عذابوں سے کلی طور پر یا جزوی طور پر محفوظ رہتے ہیں''

(تفسیر کبیر سورۃ ھود آیت 57)

مقدس بانی احمدیہ مسلم جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اپنی مشہور کتاب براہین احمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو ایک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس راہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ ایک طوفان لاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے''

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ ۱۸۸۰ء روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۱۰۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں نصرت الٰہی

ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔آپ کی پاک زندگی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے واقعات بھری پڑی ہے۔آپ ﷺ کے زمانے میں ضلالت و گمراہی کا یہ حال تھا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

ظھر الفساد فی البر والبحر(الروم30:42)

یعنی''فساد خشکی پر بھی غالب آگیا اور تری پر بھی''

دعوی نبوت سے پہلے آنحضرت ﷺ کی سچائی، دیانت اور امانت اور نیکی اس قدر مشہور تھی کہ لوگ آپ کو صدیق اور امین کہتے تھے۔جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی آپ پر قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا۔قرآن مجید وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کرتی ہے اور دل کو نوا بخشتی ہے اور اس کا بے نظیر ہونا ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی روشن دلیل ہے۔ 40 سال کی عمر میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خدا کا رسول ہونے کا دعویٰ فرمایا اور لوگوں کو توجہ دلائی کہ وہ بتوں کی پرستش چھوڑ دیں اور ایک خدا کی عبادت کریں۔تو یکدم آپ کے لئے دنیا بدل گئی۔وہ لوگ جو آپ ﷺ سے محبت کرتے تھے نفرت کرنے لگے۔اور جو عزت کرتے تھے حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے۔آپ کی شدید مخالفت کی گئی اور آپ کے ماننے والوں کو انتہائی دردناک مظالم دئے گئے۔طائف میں شریر لوگوں نے آپ پر پتھر برسائے اور آپ کا بدن مبارک لہولہان ہوگیا۔پھر مکہ کے اندر آپ کا بائیکاٹ کر کے آپ ﷺ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی اور آپ کے صحابہؓ کو فاقہ کی زندگی گزارنی پڑی۔آپ کی مکی زندگی کے حالات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ آپ اور آپ کی چھوٹی سی جماعت غالب آجائینگے؟ پھر مظالم اس حد تک پہنچ گئے کہ کفار نے فیصلہ کیا کہ آنحضور ﷺ کو جان سے مار دیا جائے تا کہ اپ کا سلسلہ ختم ہوجائے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی کہ آپ فوراً مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کریں، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور جو امانتیں لوگوں نے میرے پاس رکھی ہوئی ہیں۔یہاں ان کا حساب ہے اس کے مطابق تمام حساب بیباق کر کے مکہ سے نکلنا۔رات کی تاریکی میں حضرت اقدس ﷺ مکہ سے روانہ ہوتے ہیں اور آپ غار ثور کی راہ لیتے ہیں۔یہ غار مکہ سے جنوب کی طرف تین میل کے فاصلہ پر ایک ویران اور بنجر پہاڑی پر خاص بلندی پر واقع ہے۔جیسا کہ پہلے طے ہوا تھا حضرت ابوبکرؓ راستہ میں آپ سے ملتے ہیں۔ظاہری حالات ایسے تھے کہ قدم

قدم پر خطرہ تھا اور اگر کوئی خدا نہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ کا صحیح سلامت خیریت سے مدینہ پہنچ جانا ناممکن تھا۔مکہ والوں نے عام اعلان کیا ہوا تھا کہ جو کوئی آنحضرت ﷺ کو پکڑ کر لائیگا اس کو ایک سو اونٹ دیا جائیگا۔ چنانچہ کئی لوگ انعام کی طمع میں مکہ کے چاروں طرف نکل گئے ۔ایک دفعہ قریش غار ثور کے منہ پر بھی جا پہنچے جہاں آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ تشریف فرما تھے۔ان کے پاؤں غار کے اندر نظر آتے تھے۔اور ان کی آوز سنائی دیتی تھی۔روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے قریش کی آواز سنی تو نہایت آہستہ سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کہ یا رسول اللہ قریش اتنے نزدیک ہیں کہ ان کے پاؤں نظر آرہے ہیں اور اگر وہ ذرا آگے ہو کر جھانکیں تو ہم کو دیکھ سکتے ہیں۔آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا۔ ہرگز فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا جسے دیکھ کر کسی نے کہا کہ یہاں کیسے داخل ہو سکتے ہیں۔ایک مکڑی کے کمزور جالے نے قلعہ کا کام دیا۔ چنانچہ غار تک پہنچنے کے بعد اور کھوجی کے یقین دلانے کے بعد بھی کسی نے بھی غار کے اندر نہیں جھانکا اور سب لوگ واپس چلے گئے ۔آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے تین راتیں غار ثور میں بسر کیں اور پھر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے ایسا معجزہ دکھلایا جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔قرآن مجید نے اس ایمان افروز نصرت الٰہی کے واقعہ کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ و ایدہ بجنود لم تروھا و جعل کلمۃ الذین کفروا السفلی و کلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیز حکیم (التوبہ 9:40)

اس کا ترجمہ یہ ہے ’’اگر تم اس رسول ﷺ کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ تعالیٰ پہلے بھی اس کی مدد کر چکا ہے جب سے ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا وطن سے نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔پس اللہ نے اس کے دل پر سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا اور اس نے ان لوگوں کی بات نیچے کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پانچ مواقع آپ ﷺ کی زندگی میں ایسے ہیں جو انتہائی غیر معمولی ہیں آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’یاد رہے کہ پانچ موقعے آنحضرت ﷺ کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچانا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔اگر آنجناب درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔

ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کرینگے۔

دوسرا موقعہ وہ تھا جب کہ کافر لوگ اس غار پر معہ ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے،جس میں آنحضرت ﷺ مع حضرت ابوبکرؓ کے چھپے ہوئے تھے۔

تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جبکہ احد کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا۔اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔

چوتھا وہ موقعہ تھا جب ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔

پانچواں وہ نہایت خطرناک موقعہ تھا جبکہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت ﷺ کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ان تمام پرخطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہوجانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپ صادق تھے اور خدا آپ کے ساتھ تھا۔ (چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۶۴۔۲۶۳ حاشیہ)

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’آنحضرت ﷺ کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن شریف کہ یہ پیش گوئی ہے کہ واللہ یعصمک من الناس۔اور پہلی کتابوں میں یہ پیش گوئی درج تھی کہ نبی آخر زماں کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا۔‘‘ (تفسیر سورۃ المائدہ آیت ۶۸)

جنگ بدر ہجرت کے بعد کفار نے جنگوں کے ذریعہ مسلمانوں کا مقابلہ کیا اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ایک عظیم الشان ظہور جنگ بدر کے موقعہ پر ہوا قرآن مجید نے اس کا اس طرح ذکر فرمایا ہے

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ (اٰل عمران ۱۲۴ : ۳)

یعنی ’’اور یقیناً اللہ بدر میں تمہاری مدد کر چکا ہے جبکہ تم کمزور تھے‘‘ ۱۴ مارچ ۶۲۳ بمطابق ۲ ھجر ۱۷ رمضان المبارک کو جنگ بدر ہوئی جمعہ کا روز تھا مسلمانوں کے مقابلہ پر جو لشکر تھا اس کی تعداد ہزار تھی اور وہ برے بڑے جوان تھے نیز جنگ کے سامان سے خوب آراستہ تھے ان کی فوج میں سات سو اونٹ تھے اور ایک سو گھوڑے تھے۔اس کے مقابل پر مسلمانوں کی تعداد صرف ۳۱۳ تھی اور ان میں زیادہ تر بچے تھے اور بے سروسامانی کا یہ حال تھا کے ساری فوج میں صرف ستر اونٹ تھے اور دو گھوڑے تھے رات بھر آنحضرت ﷺ نے رقت سے دعائیں کیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی کہ سیھزم الجمع و یولون الدبر یعنی کفار کا لشکر ضرور پسپا ہوگا اور پیٹھ دکھائیگا آنحضرت ﷺ نے ریت اور کنکر کی ایک مٹھی اٹھائی اور اسے کفار کی طرف پھینکا۔آپ نے مٹھی بھر پھینکا ہی تھا کہ ایسی تیز آندھی کا جھونکا آیا کہ کفار کی آنکھیں اور منہ اور ناک ریت کے کنکر سے بھرنے شروع ہوگئے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ خدا کے فرشتوں کی فوج ہے جو ہماری مدد کو آئی ہے اس جنگ میں بڑے بڑے قریش کے سردار جیسے عتبہ اور شیبہ اور ابوجہل ختم ہوگئے۔اور مسلمانوں کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی الحمدللہ

جنگ بدر کا اثر کفار اور مسلمانوں ہر دو کے لئے نہایت گہرا اور دیرپا ہوا۔لہذا اس جنگ کو تاریخ اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے حتی کہ قرآن شریف میں اس جنگ کا نام یوم الفرقان رکھا گیا ہے یعنی وہ دن جب کہ اسلام اور کفر میں ایک کھلا کھلا فیصلہ ہوگیا۔جنگ بدر کے نتائج پر بحث کرتے ہوئے مشہور عیسائی مورخ سر ولیم میور Sir William Muir لائف آف محمد(ﷺ)میں لکھتے ہیں۔

’’بدر کے حالات میں ایسی باتوں کا بہت کچھ عنصر نظر آتا ہے جس کی وجہ سے محمد(ﷺ)اس فتح کو جائز طور پر خدائی تقدیر کا کرشمہ شمار کر سکتے تھے۔نہ صرف یہ کہ یہ فتح بہت نمایاں اور فیصلہ کن تھی بلکہ اس جنگ میں غیر معمولی طور پر محمد(ﷺ) کے اکثر باثر دشمن خاک میں مل گئے تھے۔ان روساء مکہ کے علاوہ جو جنگ میں قتل کئے گئے یا قید کر لئے گئے تھے ابولہب جو جنگ میں شامل نہیں ہوا تھا وہ بھی قریش کی بھگوڑی فوج کے مکہ تک پہنچنے کے چند دن بعد ہی مکہ میں مرگیا گویا کہ وہ خدائی حکم جس کی مار روساء مکہ پر پڑی ایک اٹل تقدیر تھی‘‘۔

(سیرۃ خاتم النبیین ﷺ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ صفحہ 372)

بدر کی جنگ کے بعد بھی کفار مکہ نے کئی جنگیں مسلمانوں سے لڑیں لیکن وہ مسلمانوں کو تباہ نہ کر سکے۔اللہ تعالیٰ کی نصرت مومنوں کے شامل حال رہی اور وہ ترقی کرتے گئے۔آخر وہ دن بھی آگیا جبکہ آنحضرت ﷺ فاتحانہ حیثیت کے ساتھ بائیبل کی پیشگوئی کے مطابق دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔الحمدللہ

سوچو تو سہی کہ صرف چند سال پہلے آنحضرت ﷺ کو صرف ایک ساتھی کے ساتھ رات کے اندھیرے میں اپنے عزیز وطن مکہ کو چھوڑنا پڑا تھا۔اور چند سال بعد آپ فاتحانہ حیثیت سے واپس آتے ہیں اور ان سب لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں جنہوں نے آپ اور آپ کے ماننے والوں کو تکلیفیں دی تھیں۔کیا یہ واقعات ثابت نہیں کرتے کے ایک خدا موجود ہے جو اپنے رسول کی اور اس کے ماننے والوں کی مدد کرتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے وصال کے قریب سورۃ النصر آپ پر نازل ہوئی جس میں یہ بشارت دی گئی کہ فوج درفوج لوگ اسلام میں داخل ہونگے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔اور آج کروڑوں مسلمان آپ کی غلامی کو اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں۔

Encyclopaedia Brittanica میں ہمارے محبوب آقا آنحضرت ﷺ کے بارے میں لکھا ہے کہ Most successful of all prophet and religious personalities

’’یعنی تمام نبیوں اور مذہبی شخصیتوں میں آپ کامیاب ترین وجود ہیں‘‘

اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد و بارک و سلم انک حمید مجید۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں نصرت الٰہی

سیدنا آنحضرت ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہا جو تجدید اسلام کرتے رہے ہیں۔قرآن مجید کی آیت ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلہ میں ایک پیشگوئی بھی ہے۔جو موجودہ زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔چودھویں رات کے چاند کو بھی بدر کہتے ہیں۔لہذا اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ چودھویں صدی میں جب مسلمان کمزور ہوجائینگے تو وہ اس زمانہ میں اپنے کے مامور کے ذریعہ ان کی خاص مدد فرمائیں گے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو اس عظیم منصب کے لئے چنا۔1882ء میں آپ کو ماموریت کا پہلا الہام ہوا پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے 1885ء میں چودھویں صدی کے مجدد ہونے کا دعوی فرمایا۔1890ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ الہاما ظاہر فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان کے آنے کا وعدہ ایک مثیل کے ذریعہ پورا ہونا تھا۔اور وہ مثیل آپ ہی ہیں۔اللہ تعالیٰ سے یہ انکشاف پانے کے بعد 1891ء کی شروع میں آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ آپ ہی وہ مسیح موعودؑ اور مہدی معہود ہیں جس کی پیشگوئی سیدنا آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔بعد میں آپ نے یہ بھی وضاحت فرمائی کہ مختلف مذاہب میں جو پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک عظیم الشان مصلح کا ظہور ہوگا وہ آپ ہی ہیں۔لیکن جیسا کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ساتھ سلوک ہوتا رہا ہے آپ کی بھی شدید مخالفت کی گئی۔آپ نے اپنے دعوی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے دلائل بھی پیش فرمائے۔لیکن وقت کے علماء نے آپ کو جھٹلا دیا اور آپ کو ملحد اور کافر اور دجال کہا گیا۔نعوذ باللہ

اپنی کتاب نور الحق حصہ اول میں آپ اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزانہ رنگ میں دعا کرتے ہیں جس کے چند الفاظ یہ ہیں:۔

”اے خدا! کیا میں تیری طرف سے نہیں؟ اس وقت لعنت اور تکفیر کی کثرت ہوگئی فافتح بیننا و بینا قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ اے خدا تو آسمان سے میرے لئے نصرت نازل فرما اور مصیبت کے وقت اپنے بندے کی مدد کے لئے آ۔ میں کمزوروں اور ذلیلوں کی طرح ہو گیا ہوں اور قوم نے مجھے دھتکار دیا اور مورد ملامت بنا یا۔ پس تو میری ایسی نصرت فرما جیسی تو نے اپنے رسول مقبول ﷺ کی بدر کے دن فرمائی؛ واحفظنا یا خیر الحافظین انک الرب الرحیم۔ کتبت علی نفسک الرحمة فاجعل لنا حظا منها وارالنصرة وارحمنا وتب علینا و انت ارحم الراحمین“۔ (روحانی خزائن جلد ۶ بحوالہ نور الحق حصہ اول)

چاند گرہن سورج گرہن کے نشانات

اس کے بعد جلد ہی اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان نصرت الٰہی کے نشان چاند گرہن سورج گرہن کے نشان ظاہر فرمایا جسکی تفصیل یہ ہے۔

حضرت علی بن عمر البغد ادی الدارقطنی اپنی سنن دارقطنی میں حضرت امام باقر محمد بن علی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت سے یہ حدیث درج کرتے ہیں

ان لمھدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السمٰوت والارض ینکسف القمر لاول لیلة من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکونا منذ خلق اللہ السمٰوت والارض۔

(سنن دارقطنی جلد اول صفحہ ۱۸۸ مطبوعہ انصاری دہلی)

یعنی ”ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ آسمان اور زمین پیدا ہوئے یہ نشان کسی اور مامور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے اور وہ یہ ہیں کہ رمضان کے مہینے میں چاند کو اول رات میں گرہن لگے گا (یعنی گرہن کی راتوں مین سے اول رات کو) اور سورج کو اس کے درمیان میں گرہن لگے گا (یعنی گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن کو) اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے زمین اور آسمان پیدا کئے گئے کبھی کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے“

مگر چاند گرہن کی تاریخیں ۱۵، ۱۴، ۱۳ لی جاتی ہیں اور سورج گرہن کی تاریخیں ۲۹، ۲۸، ۲۷ لہذا گرہنوں کی تاریخیں ۱۳ اور ۲۸ متعین ہوئیں۔ اس پیشگوئی کے عین مطابق ۱۳۱۱ھ /۱۸۹۴ء میں رمضان کے مہینے میں چاند گرہن اور سورج گرہن ہوئے قادیان میں چاند گرہن ۱۳ رمضان (۲۱ مارچ) کے اول حصہ میں والے حصہ میں لگا اور سورج گرہن ۲۸ رمضان (۶ اپریل) کو بروز جمعہ دوپہر سے قبل لگا۔ دونوں گرہن قادیان سے نظر آئے۔ جہاں پیشگوئی کے مقصود حضرت امام مہدی علیہ السلام موجود تھے اور آپ نے انہیں اپنی صداقت کا نشان قرار دیا۔ الحمد للہ

ان نشانات کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ قرآن مجید میں سورۃ القیامۃ میں ان کی جڑ موجود ہے۔ دوسرے مذاہب کی کتابوں میں بھی اس کے اشارے ملتے ہیں مثلاً بائبل میں حضرت عیسیٰؑ نے اپنی دوبارہ آمد کی یہ نشانی بتائی ہے کہ اس وقت ”سورج تاریک ہوجائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا“ (متی باب ۲۴ آیت ۲۹)

نیز سکھ مذہب کی مقدس کتاب سری گورو گرنتھ صاحب میں لکھا ہے کہ مہاراج جب نہ کلنک ہوکر تشریف لائینگے تو اس وقت سورج اور چاند ان کے ساتھ ہونگے یعنی ان کے مددگار ہونگے۔“ (گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۴۰۳)

یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ چاند گرہن رمضان میں کئی دفعہ ہوئے ہیں لہذا ۱۳۱۱ ھجری (1894ء) کے رمضان کے گرہنوں کو اہمیت نہیں دی جاسکتی یہ درست ہے کہ وقتاً فوقتاً رمضان کے مہینے میں دونوں گرہن ہوتے ہیں لیکن اصل چیز یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے وقت میں گرہن ہوئے اور آپ نے انہیں اپنا نشان قرار دیا۔ آپ سے پہلے کسی نے بھی گرہن کو اپنا نشان قرار نہیں دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”جب سے کہ نسل انسان دنیا میں آئی ہے نشان کے طور پر یہ کسوف وخسوف میرے زمانہ میں میرے لئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہوا کہ ایک طرف تو اس نے مہدی معہود ہونے کا دعوی کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعوی کے بعد رمضان کے مہینے میں مقرر کردہ تاریخوں میں خسوف وکسوف بھی واقع ہوگیا ہو اور اس نے اس کسوف خسوف کو اپ نے لئے ایک نشان ٹھہرایا ہو“ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۵)

ایک اور بات قابل توجہ یہ ہے کہ دونوں گرہن حضرت امام مہدیؑ کے مقام قادیان سے نظر آئے۔ کم وبیش ہر ۲۲ سال میں ایک سال یا متواتر دو سال ایسے آتے ہیں جب چاند اور سورج دونوں کو رمضان کے مہینے میں زمین کے کسی نہ کسی حصہ پر گرہن لگتے ہیں لیکن کسی معین مقام سے دونوں گرہنوں کا ایک ہی رمضان میں نظر آنا نایاب ہے۔ (۱۳۱۱ھجری) (1894ء) میں دونوں گرہن سارے ہندوستان سے نظر آئے تھے۔ زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہے 2003ء میں بھی چاند گرہن سورج گرہن دونوں رمضان کے مہینے میں ہوئے تھے لیکن سورج گرہن ہندوستان کے کسی حصہ سے بھی نظر نہیں آسکتا تھا بلکہ براعظم ایشیاء کے کسی حصہ سے بھی نظر نہیں آسکتا تھا۔ آسٹریلیا اور انٹارکٹیکا سے نظر آسکتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کے آپ کے دعوی کے وقت کے گرہن ہندوستان سے نظر آئے تھے تحریر فرمایا:۔

”اے بندگان خدا! فکر کرو اور سوچو کہ کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ مہدی تو بلاد عرب اور شام میں پیدا ہو اور اس کا نشان ہمارے ملک میں ظاہر ہو اور تم جانتے ہو کہ حکمت الٰہیہ نشان کو اس سے اہل سے جدا نہیں کرتی پس کیونکہ ممکن ہے کہ مہدی تو مغرب میں ہو اور اس کا نشان مشرق میں ظاہر ہو اور تمہارے لئے اس قدر کافی ہے اگر تم طالب حق ہو“ (نور الحق حصہ دوم)

یہ کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق چاند اور سورج کو گرہن لگادے۔ پیشگوئی میں بیان کردہ صفات کے گرہنوں کا عین حضرت امام مہدیؑ کے دعوی کے بعد نظر آنا قابل توجہ ہے، نیز اگر کوئی خدا نہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیسے آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت امام مہدی کے وقت میں کس قسم کے گرہن ہونگے۔ اگر کوئی خدا نہیں ہے تو نبی کریم ﷺ کے علم کا ماخذ (source) کیا تھا؟

طاعون کا نشان:

جب رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چاند گرہن اور ۲۸ کو سورج گرہن ہوا تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ اگر لوگوں نے اس نشان سے فائدہ نہ اٹھایا تو عذاب نازل ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

”وحاصل الکلام، ان الکسوف والخسوف آیتان مخوفتان واذا اجتمعا فھو تھدید شدید من الرحمن و اشارة الی ان العذاب قد تقرر واکد من اللہ لاھل العدوان

(نور الحق حصہ دوم)

یعنی کسوف وخسوف خدا تعالی کی طرف سے دوڈرانے والے نشان ہیں اور جب اسطرح جمع ہوجائیں جس طرح اب جمع ہوئے ہیں تو خدا تعالی کی طرف سے بطور تنبیہ ہوتے ہیں اور اس بات کی طرف اشارہ ہوتے ہیں کہ عذاب مقرر ہوچکا ہے ان لوگوں کے لئے جو سرکشی سے باز نہ آویں۔

اس کے بعد ۶/فروری کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

”میں نے دیکھا کہ خدا تعالی کے فرشتے پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگارہے ہیں اور وہ درخت نہایت ہی بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ خواب میں حضورؑ نے پودے لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ آپ نے اسی روز ایک اشتہار شائع کیا کہ نہایت وسیع پیمانے پر طاعون پھیلنے والی ہے۔ ۱۹۰۲ء میں یعنی کے چار سال بعد یہ بیماری خوفناک طریق پر پھوٹی۔ ان دنوں حکومت نے لوگوں کو ٹیکہ لگانے کا انتظام کیا تا اسطرح جانیں بچ سکیں۔ لیکن اللہ تعالی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی کہ آپ کو ٹیکہ لگانے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ کہ نہ صرف آپ بلکہ جو بھی آپکی گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں محفوظ رہینگے۔ چار دیواری کے متعلق آپ نے یہ وضاحت فرمائی کہ اس سے مراد صرف ظاہری چار دیواری نہیں بلکہ اس سے مراد وہ سب لوگ ہیں جو سچے طور پر آپ کی جماعت میں شامل ہیں اللہ تعالیٰ سے الہام پانے پر آپ نے کتاب کشتی نوح تحریر فرمائی اور اس میں اپنی تعلیم بیان فرمائی کہ جو اس پر ایمان لائیں اور عمل کریں وہ محفوظ رہینگے۔ نیز آپ نے اس کتاب میں تحریر فرمایا کہ:۔

”ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکہ کراتے، اور وہ آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھادے سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوی سے تجھ میں محو ہوجائیگا وہ سب طاعون سے بچائے جائینگے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلا دیں“

نیز آپ نے تحریر فرمایا:۔

”انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کرینگے کہ نسبتاً ومقابلةً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں۔ اس بات پر بعض نادان چونک پڑینگے اور ہنسیں گے اور بعض مجھے دیوانہ قرار دینگے اور بعض حیرت میں آئینگے کہ کیا ایسا خدا موجود ہے۔ جو بغیر رعایت اسباب کے بھی رحمت نازل کرسکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ ہاں بلاشبہ ایسا قادر خدا موجود ہے“۔

جب طاعون پھوٹی تو ایک دنیا نے دیکھا کہ پیشگوئی کے مطابق احمدی محفوظ رہے۔ ہندوستان میں اس شدت سے طاعون پھیلی کہ ہر سال کئی لاکھ لوگ طاعون سے مرتے تھے۔ بعض گاوں کے گاوں تباہ ہوگئے لیکن قادیان نسبتاً محفوظ رہا جیسا کہ آپ کو بتایا گیا تھا۔ طاعون کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان میں اسّی کے قریب افراد رہتے تھے ان میں سے اس بیماری کی وجہ سے ایک کی بھی وفات نہیں ہوئی۔ اور آپ کے حواری بھی گویا اس بیماری کے اثر سے بالکل محفوظ رہے۔ اور دوسری طرف آپ کے بڑے بڑے دشمن طاعون سے ہلاک ہوئے اگر کوئی خدا نہ ہوتا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ طاعون کے کیڑے کو کون بتاتا تھا کہ یہ احمدی ہے اس کو چھوڑ دو۔ جو ترقی جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں طاعون کے ذریعہ ہوئی اور کسی ذریعہ سے نہیں ہوئی ایک ایک دن میں کئی کئی سو احمدیوں کی درخواست بیعت حضرت مسیح موعودؑ کے پاس پہنچتی تھی۔ بفضلہ تعالی جماعت کی تعداد سینکڑوں سے نکل کر لاکھوں تک پہنچ گئی۔ طاعون کا نشان واضح طور پر ثابت کرتا ہے کہ ایک قادر خدا موجود ہے جو باریک در باریک اسباب کا مالک ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ کے خلاف

پاکستان کے اُردو اخبارات کی نفرت انگیز مہم

حکومت کا ظالمانہ رویہ

(مرتبہ: پریس سیکشن نظارت امور عامہ۔ ربوہ)

کوئی بھی معاشرہ رواداری ،برداشت اور عدل وانصاف کے بغیر نہ تو ترقی کی منازل طے کرسکتا ہے اور نہ ہی امن و آشتی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔نفرت، تعصب اور محض نظریات کی بنا پرکسی قوم کی دشمنی جب عقل وخرد پر پردے ڈال دے اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو مفادات کی بھینٹ چڑھا دیا جائے تو امن اور ترقی محض خواب اور سراب بن کر رہ جاتے ہیں۔

اسلام جو رواداری، برداشت اور امن کا سب سے بڑھ کر علمبردار مذہب ہے اس نام پر حاصل کئے جانے والے ملک میں اسلام ہی کے نام پر جس طرح نفرت وتعصب کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور اس کا جو نتیجہ نکل رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے ۔

بدقسمتی سے پاکستان میں جگہ جگہ نفرت وتعصب کے مظاہر دیکھنے کو ملیں گے۔اور بدقسمتی کی انتہا اس وقت دوچند ہوجاتی ہے جب کہ صحافت جیسا مقدس پیشہ جس کا کام ہی رائے عامہ کی صحیح رنگ میں راہنمائی کرنا ہے وہی نفرت وتعصب کے فروغ کا باعث بن جائے۔اور معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ صحافت کو مشن کی بجائے کاروبار سمجھنے والے اپنے مفادات کی خاطر فرقہ واریت اور نفرت کی آگ بھڑکانے کے لئے اپنے اخبارات کے صفحات پیش کردیتے ہیں۔جس سے ان کے بنک بیلنس تو بڑھ گئے مگر وطن عزیز گھمبیر مسائل سے دوچار ہوتا گیا۔اسلام کے حسین نام پر حاصل کئے گئے اس ملک میں اقلیتوں کی عبادت گاہوں کا تحفظ تو دور کی بات مساجد اور امام بارگاہیں تک بھی محفوظ نہ رہیں۔وطن کے لوگ اپنی نمازیں بھی بندوقوں کے سائے تلے ادا کرنے پر مجبور کردیے گئے۔ایسے وقت میں اخبارات کو چاہئے تھا کہ وہ ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے نفرت انگیز بیانات شائع کرنے سے گریز کرتے، باہمی رواداری کو فروغ دیا جاتا تا کہ ایک قومیت کا تصور پروان چڑھتا مگر افسوس کہ تاحال بہتری کے آثار نظر نہیں آرہے۔

سال 2006 میں بھی جماعت احمدیہ کے خلاف اردو اخبارات میں نفرت انگیز خبروں اور بیانات کا جلی سرخیوں میں شائع ہونا روزمرہ کا معمول رہا۔بغیر تحقیق کے جلی سرخیوں میں بیانات شائع ہوتے رہے۔اکثر اوقات جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری کی جانے والی تردید کی اشاعت میں پس وپیش سے کام لیا جاتا رہا۔

2006ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف اخبارات نے نفرت وتعصب کو فروغ دینے میں جو کردار ادا کیا اس کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔2006ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف اردو اخبارات میں جو خبریں شائع ہوئیں ان کا ہم چار حوالوں سے جائزہ لیں گے۔

1۔ سال 2006 میں احمدی اخبارات ورسائل کے خلاف حکومتی ایماء پر ہونے والی کارروائیاں۔

اس میں اس امر کا جائزہ لیا جائے گا کہ سال 2006ئکے دوران احمدیہ صحافت جو کہ امن کی پرچار ہے اور صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے مواد اس میں شائع کیا جاتا ہے، کسی کی دلآزاری نہیں کی جاتی اس کے باوجود 2006ء میں حکومتی اداروں کی طرف سے اس کو کس طرح پابند سلاسل کئے جانے کی کارروائیاں ہوتی رہیں، مقدمات بنائے گئے۔پریس سیل کردئے گئے، پولیس ریڈ ہوئے، گرفتاریاں ہوئیں۔

2۔ پاکستان کے اردو اخبارات میں جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کا اعداد وشمار کے لحاظ سے جائزہ۔

اس میں اس بات کا جائزہ لیا جائیگا کہ سال 2006ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کی تعداد کیا تھی۔

3۔ جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کا موضوعاتی اعتبار سے جائزہ۔

اس میں اس بات کا جائزہ لیا جائیگا کہ کن کن موضوعات پر احمدیوں کے خلاف اخبارات میں پروپیگنڈہ مہم جاری رکھی گئی۔اس کے باوجود احمدیہ صحافت جس کی ایک خبر کے بارے میں بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ اس میں دلآزاری کا کوئی عنصر ہو اس کے خلاف حکومتی اداروں کی طرف سے کس طرح کارروائی کی جاتی رہی جب کہ اردو پریس میں مسلسل جماعت کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ پر مشتمل خبریں شائع ہوتی رہیں لیکن اس کو روکنے کی طرف معمولی سی توجہ کرنے کی بھی کسی کو توفیق نہ ملی۔

4۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے کی جانے والی وضاحت کی اشاعت۔

جماعت احمدیہ کے خلاف اخبارات میں اس قدر خبریں چھپتی ہیں کہ ہر خبر کی آئے روز تردید ممکن نہیں ہوتی۔تاہم اگر کسی خبر کی تردید بھجوائی جائے تو جماعت احمدیہ کے خلاف شہ سرخیاں جمانے والے اخبارات اس وضاحت کو کتنی جگہ دیتے ہیں اس کا جائزہ لیا جائیگا۔

احمدیہ صحافت پابند سلاسل۔ جماعتی رسائل پر بیجا پابندیاں اور قید وبند کی سزائیں

سال 2006ء جماعت احمدیہ کے لئے اس لحاظ سے بھی تکلیف دہ رہا کہ سال کے آغاز سے ہی جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے رسائل اور اخبارات کے خلاف MMA اور مولویوں کے ایماء پر حکومتی کارروائیوں کا آغاز ہوگیا تھا اور یہ کارروائیاں سارا سال جاری رہیں۔

روزنامہ الفضل کے 33 شمارہ جات اور احمدی خواتین کے ترجمان رسالہ "مصباح" پر بننے والے مقدمات

روزنامہ ’’الفضل احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے‘‘ شائع ہونے والا اخبار ہے جس کی پیشانی پر واضح طور پر یہ لکھا بھی ہوتا ہے۔اسی طرح ’’ماہنامہ مصباح‘‘ احمدی خواتین کی ترجمانی کرتا ہے۔

❋ سال 2006ئکے دوران روزنامہ الفضل کے 33 شمارہ جات پر تین مقدمات درج کئے گئے۔ان میں سے ایک مقدمہ ڈیرہ غازیخان اور دو مقدمات تھانہ چناب نگر میں درج کئے گئے۔

❋ اسی طرح "ماہنامہ مصباح" احمدی خواتین کی ترجمانی کرتا ہے اس پر تھانہ ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ میں مقدمہ درج کیا گیا۔

مقدمات کی جو بنیاد بنائی گئی وہ یہ تھی کہ ان رسائل نے قرآنی آیات شائع کی ہیں، کوئی حدیث لکھی ہے اور ان چیزوں سے علماء حضرات کی دلآزاری ہوئی ہے۔

احمدیہ پریس پر پولیس کا ریڈ اور پرنٹر اور پبلشر کی گرفتاری کے لئے چھاپے

مورخہ 9 ستمبر کو پولیس کی بھاری نفری نے احمدیہ پریس پر ریڈ کیا۔دفتر الفضل کی تلاشی لی گئی۔اخبار میں کام کرنے والے دو افراد کو گرفتار کرلیا گیا جن کو شام گئے چھوڑ دیا گیا۔ جب کہ پرنٹر اور پبلشر کے خلاف سنگین دفعات (جن میں دہشت گردی کی دفعہ بھی شامل ہے) کے تحت مقدمات درج کرلئے گئے اور پرنٹر سلطان ڈوگر صاحب پونے تین ماہ تک جیل میں قید رہے۔ان کی عمر 60 سال سے زائد ہے۔

❋ آزادیٔ صحافت کا تقاضا تو یہ تھا کہ اخبارات اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے لیکن اردو اخبارات اس پر جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری کی جانے والی پریس ریلیز کو بھی شائع کرنے سے گریز کرتے رہے اور احمدیہ پریس پر پابندی کی خبریں جلی سرخیوں میں شائع کی جاتی رہیں۔

❋ جماعت احمدیہ کی طرف سے جتنے بھی اخبارات ورسائل شائع کئے جاتے ہیں ان میں سے کبھی کسی بھی جگہ نہ تو کسی کی دلآزاری کی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی تحریر شائع کی جاتی ہے جو کسی بھی نوع سے قابل اعتراض ہو۔تاہم اسلام جو آفاقی مذہب ہے جس کی تعلیمات ابدی اور دائمی ہیں ان تعلیمات کا ذکر دنیا بھر کے میڈیا میں ہوتا ہے جس پر نہ تو حکومت پاکستان کو اعتراض ہوتا ہے اور نہ ہی مولوی ان کے خلاف مقدمات درج کرواتے ہیں۔جب کہ انہیں تعلیمات میں سے اگر کوئی چیز انتہائی اچھے رنگ میں احمدی اخبارات ورسائل میں شائع ہوجائے تو اس سے بھی مولویوں اور حکومت کی دلآزاری ہوجاتی ہے۔حکومت جو پروگریسو اور روشن خیالی کے نعرے بلند کرتی نہیں تھکتی اس کے ایماء پر مقدمات درج کرلئے جاتے ہیں، پولیس ریڈ ہوتے ہیں، گرفتاریاں ہوتی ہیں۔احمدیوں کے خلاف مولویوں کے متشددانہ بیانات آئے روز اخبارات کی زینت بنتے ہیں۔نفرت وتعصب پر مبنی بیانات آئے روز اخبارات شہ سرخیوں میں شائع کرتے ہیں جن کے بارے میں صحافتی اور حکومتی اداروں کو توجہ بھی دلائی جاتی ہے لیکن ان اخبارات کو کبھی نہیں کہا گیا کہ کچھ تو خدا کا خوف کریں اور نہ ہی ان اخبارات کے خلاف کبھی کوئی کارروائی کی گئی ۔چنانچہ سال 2006ئمیں احمدیوں کے خلاف پاکستانی اردو پریس میں جو خبریں شائع ہوئیں ان کا ایک جائزہ ذیل میں پیش ہے۔سب سے پہلے اعداد وشمار کے لحاظ سے جائزہ پیش کرتے ہیں۔

اعداد وشمار کے لحاظ سے جماعت کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کا جائزہ

پاکستان بھر میں مختلف جگہوں سے بے شمار اخبار شائع ہوتے ہیں۔ان سب میں احمدی مخالف تنظیمیں کبھی دھونس اور کبھی لالچ دے کر اثر انداز ہوتی ہیں اور ان میں کسی نہ کسی رنگ میں احمدیوں کے خلاف خبریں شائع کروائی جاتی ہیں ۔ ان سب اخبارات میں احمدیوں کے خلاف تعصب اور نفرت پر مبنی خبروں کی معین تعداد جانچنا تو ممکن نہیں۔ چونکہ لاہور پاکستان میں صحافت کا مرکز سمجھا جاتا ہے اور انہی اخبارات میں احمدیوں کے خلاف سب سے زیادہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اس لئے لاہور اور اس کے مضافات میں شائع ہونے والے نمایاں اخبارات میں احمدیوں کے خلاف جو نفرت اور تعصب پر مبنی خبریں شائع ہوتی ہیں ان کی تعداد کا جائزہ لیا گیا ہے۔ان کو سامنے رکھتے ہوئے پورے ملک کے اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کا اندازہ کسی حد تک کیا جاسکتا ہے۔

❋ جن اخبارات کا دوران سال جائزہ لیا جاتا رہا ان میں روزنامہ نوائے وقت لاہور، روزنامہ جنگ لاہور، روزنامہ خبریں، روزنامہ پاکستان، روزنامہ آواز، روزنامہ دن اور ایکسپریس شامل ہیں۔ اس کے علاوہ لاہور اور فیصل آباد سے شائع ہونے والے بعض دیگر چھوٹے چھوٹے اخبارات کا جائزہ بھی لیا جاتا رہا جن کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر مولوی ان پر زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں اور یہ اخبار بہت زیادہ تعداد میں احمدیوں کے خلاف خبریں شائع کرنے پر مجبور کردیئے جاتے ہیں۔

❋ مندرجہ بالا اخبارات میں اگر احمدیوں کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کا جائزہ لیا جائے تو کچھ اس طرح کی صورتحال سامنے آتی ہے۔

نام اخبار	خبروں کی تعداد
نوائے وقت	240
روزنامہ پاکستان	124
روزنامہ جنگ	86
روزنامہ خبریں	80
روزنامہ آزاد	73
دن	66
ایکسپریس	57
متفرق اخبارات	339
میزان	**1065**

......(جاری)......

قرارداد ہائے تعزیت

بروفات حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی وفات پر اندرون و بیرون ملک سے کثیر تعداد میں قرارداد ہائے تعزیت موصول ہو رہی ہیں۔ ادارہ بدر ان تمام قراردادوں کو شائع کرے گا انشاء اللہ ممکن ہے جگہ کی تنگی کی وجہ سے کچھ ایسے حصے جو مختلف قراردادوں میں مضامین کے لحاظ سے مشترک ہیں انہیں حذف و مختصر کرنا ہوگا۔ ادارہ بدر جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت و عالمگیر کے جذبات کی قدر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو مقام قرب عطا فرمائے۔ (ادارہ)

منجانب مجلس انصاراللہ بھارت

مجلس انصاراللہ بھارت کو محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی وفات کا نہایت غم اور افسوس ہوا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا　　اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

تقسیم ملک کے بعد ۵/ مارچ ۱۹۴۸ء میں قادیان میں بطور درویش اور نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقیم ہوگئے اور تادمِ آخر اپنے اس فرض کو اس خوبی سے ادا کیا کہ نہ صرف درویشانِ قادیان بلکہ ہندوستان بھر کے احمدیوں نیز غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد کے دلوں میں محبت و عقیدت کا ایک خاص مقام بنالیا۔

آپ واقفِ زندگی تھے اور ہمہ وقت سلسلہ کی خدمات میں مصروف رہتے تھے۔ متعدد جلیل القدر عہدوں پر فائز رہے اور اپنی خداداد ذہانت، فراست اور اصابتِ رائے سے پیچیدہ مسائل کے بھی نہایت سہل حل نکال لیتے تھے۔

سادگی اور بے تکلّفی آپ کا خاصہ تھا اور سب سے نمایاں وصف آپ میں یہ تھا کہ خلیفۂ وقت سے محبت، عقیدت اور اطاعت کا ایسا جذبہ تھا کہ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا تھا کہ اگر کسی وقت خلیفۃ المسیح میرے بارے میں یہ ارشاد فرمائیں کہ تمہیں ناظر اعلیٰ کے عہدے سے ہٹا کر مددگار کارکن لگاتا ہوں تو بخدا میرے دل میں ذرّہ بھر بھی ملال پیدا نہ ہوگا۔

تقسیم وطن کے بعد ہندوستان کی جماعتوں کو منظّم کرنے میں آپ نے اہم رول ادا فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ ہر احمدی خاندان سے آپ کے ذاتی مراسم اور تعارف تھا۔ اور یادداشت اس غضب کی تھی کہ احمدی خاندانوں کے شجرۂ نسب تک آپ کو یاد رہتے۔ اکثر احمدی جماعتوں کا دَورہ کر کے اُن میں بیداری پیدا کرنے کا آپ باعث بنے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

آپ ذیلی تنظیموں کو فعال بنانے کے لئے ان کے کاموں میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ مجلس انصاراللہ مقامی و بھارت کی مجالس عاملہ میں تشریف لاتے اور نصائح کرتے۔ مجلس انصاراللہ بھارت کے سالانہ اجتماعات میں آپ کی شمولیت اجتماع کی رونق کو بڑھا دیتی اور نہایت پُر درد اور رِقّت آمیز جذبات کے ساتھ حاضرین کو نصائح فرماتے بالخصوص خلافت سے تعلق قائم کرنے اور اس تعلق کو مضبوط کرنے کی نصیحت بھی نہایت دلنشین انداز میں فرماتے۔ بہر کیف بھارت کی مجلس انصاراللہ کی تنظیم نَو میں آپ نے جو نمایاں کردار ادا فرمایا ہے وہ ناقابل فراموش ہے اور مجلس انصاراللہ بھارت کی تاریخ کے ایک درخشندہ دَور کے طور پر یاد کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دائمی رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین

منجانب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی بقضاء الٰہی وفات پر نہایت غم اور افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا　　اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

محترم حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کو اللہ تعالیٰ نے دینی علوم کے ساتھ ساتھ انتظامی صلاحیت بھی عطا فرمائی تھی اور اس کے ساتھ ہمّت وحوصلہ اور وسیع القلبی بھی آپ کی صفاتِ حسنہ میں شامل تھی۔ سادگی اور بے تکلّفی آپ کا خاصہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ سے عشق اور حضرت مسیح موعودؑ سے محبت اور خلیفۂ وقت سے عقیدت اور اطاعت کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ واقف زندگی تھے اور ہمہ وقت سلسلہ کی خدمات میں مصروف رہتے تھے۔ متعدد جلیل القدر عہدوں پر فائز رہے اور اپنی خداداد ذہانت، فراست اور اصابتِ رائے سے خدمت انجام دی۔ جلسہ سالانہ قادیان اور دیگر جماعتی تقاریب و ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کے موقعہ پر آپ کی تقاریر و خطابات احباب جماعت کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوا کرتی تھیں۔

تقسیم ملک کے بعد ملک گیر ہنگاموں اور نہایت نازک اور پُرخطر حالات میں آپ نے درویشان کرام کے ساتھ قادیان میں شعائر اللہ کی حفاظت کا عظیم کارنامہ بڑی دلیری، فراست اور حکمت عملی کے ساتھ سرانجام دیا اور رضا کارانہ طور پر بہشتی مقبرہ کی چاردیواری کی تعمیر کی اور ہندوستان کی جماعتوں کو منظّم کرنے میں آپ نے اہم رول ادا فرمایا اور ۱۹۵۰ء تا ۱۹۶۰ء دس سال تک بطور نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھارت اور ۱۹۶۱ء تا ۱۹۸۱ء بیس سال تک بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھارت خدمات بجالاتے رہے۔ یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ تقسیم ملک کے بعد آپ کو مجموعی طور پر ۳۰ سال کے طویل عرصہ تک مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی خدمات کرنے کی توفیق ملی۔ اس عرصہ میں ہندوستان میں تنظیم خدام الاحمدیہ کو ازسرنو قائم کرنے اور ان کو فعال بنانے، ان میں بیداری پیدا کرنے اور اجتماعات کے نظام کو منظّم کرنے کے لئے آپ کی مساعی قابل قدر رہی ہے جن کے نتیجہ میں مجلس نے تدریجاً ترقی کی اور مجلس کو اپنا ایک رسالہ مشکوٰۃ کے نام سے جاری کرنے کی توفیق ملی جس کا پہلا شمارہ ''فاتح'' کے نام سے آپ ہی کے عرصہ صدارت میں شائع ہوا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم کی وفات جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے غمناک سانحہ ہے۔ جس پر ہم ممبران مجلس عاملہ و اراکین مجلس خدام الاحمدیہ بھارت جملہ افراد خاندان ولواحقین سے گہرے دکھ درد بھرے دل کے ساتھ اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم ومغفور کے درجات بلند سے بلند تر فرماتے ہوئے اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کی وفات سے قادیان اور ہندوستان میں جو خلاء پیدا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ اسے محض اپنے فضل اور اپنی رحمتِ خاص سے پُر فرمائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور جملہ پسماندگان کو اپنی جناب سے صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

منجانب لجنہ اماء اللہ بھارت

یہ کون ستارہ ٹوٹا جس سے سب تارے بے نور ہوئے
کس چندر مانے ڈوب کے اتنے چاندوں کو گہنایا ہے

ہم ممبرات عاملہ وممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتی ہیں آپ کی وفات ہمارے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا　　اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ کی شادی مورخہ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو محترمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بنت محترم حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ صاحب سے ہوئی۔ جن کے بطن سے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا پیدا ہوئے۔ آپ کی بیگم صاحبہ آپ کے ساتھ دین کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہیں۔ آپ کی بڑی صاحبزادی محترمہ امۃ العلیم عصمت اہلیہ مکرم نواب منصور احمد صاحب صدر لجنہ پاکستان کے عہدے پر فائز ہیں۔ صاحبزادی امۃ القیوم کوکب صاحبہ اہلیہ محترم ماجد احمد صاحب اور صاحبزادی محترمہ امۃ الرؤف صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر ابراہیم منیب احمد صاحب بھی لجنہ کے مختلف عہدوں پر خدمات بجالا رہی ہیں۔ آپ کے صاحبزادے مرزا کلیم احمد صاحب حال مقیم امریکہ تقریباً ۵ سال نیشنل سیکرٹری وصایا کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ صاحبزادی فرحانہ فوزیہ صاحبہ بھی لجنہ کے مختلف عہدوں پر خدمات بجالا رہی ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب واقف زندگی تھے۔ ہمہ وقت سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اوصاف عطا فرمائے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ آپ کو خلافت سے نہایت عقیدت ومحبت تھی۔ آپ نہایت ذہین، باہمت، بلند اخلاق کے مالک تھے۔ خوش مزاجی، زندہ دلی اور مزاح آپ کی سیرت کے نمایاں پہلو تھے۔ غریب پرور ہر ایک کی بات کو نہایت توجہ سے سننا، ان سے ہمدردی اور غمخواری کرنا آپ کا خاص شعار تھا۔ آپ سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ ہر ایک کی خوشی اور غمی میں برابر کے شریک ہوتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے فرزندگان میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو درویشی کا اعزاز عطا فرمایا۔

آپ کے اخلاق کا ایک خاص پہلو قادیان کے درویشوں، ان کی بیویوں اور ان کی بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ قادیان کی بچیاں کس طرح آپ کو بھول سکتی ہیں......؟ آج قادیان کی ہر بچی جو قادیان سے باہر ہے آپ کی جدائی کے غم میں غمگین ہے۔ کیونکہ قادیان کے درویشوں کی بیٹیوں سے آپ کا نہایت ہی مشفقانہ سلوک تھا۔ بچیوں کی شادیوں پر بنفس نفیس شرکت فرماتے۔ دعا کرواتے اور انہیں رخصت کرتے۔ قادیان سے رخصت ہوکر باہر جانے والی بچیاں جب کبھی قادیان آتیں تو اُن سے ایک باپ سے بھی بڑھ کر شفقت کے ساتھ ملتے۔ جب کبھی قادیان سے باہر تشریف لے جاتے تو وہاں جو قادیان کی بچیاں ہوتیں اکثر ان کے گھروں میں تشریف لے جا کر سُسرال میں بچیوں کی عزت بڑھانے کا باعث بنتے۔

لجنہ اماء اللہ کے ساتھ بھی آپ کا مشفقانہ تعلق تھا۔ آپ بطور ایک شفیق والد کے ہماری تربیت کے لئے تیار رہتے۔ اجتماعات کے موقعہ پر ہماری درخواست کو نہایت خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے خطاب فرماتے۔ ہر موقعہ پر قیمتی ہدایات اور نصائح فرماتے۔ آپ کی ہدایات ونصائح ہمیشہ ہمارے لئے مشعل راہ رہیں گی۔

ہندوستان کی جماعت کے ہر فرد کے ساتھ آپ کو ذاتی انس تھا۔ ہندوستان کی جماعت کا ہر فرد آپ کے ساتھ نہایت محبت اور عقیدت رکھتا ہے۔ آپ نے ہندوستان کی جماعتوں کو محنت اور لگن سے منظّم کیا۔ آپ کی وفات سے ہر دل بے چین اور ہر آنکھ نم ہے۔ آپ کی وفات سے ہندوستان کی جماعت میں ایک خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہندوستان کی جماعت کو آئندہ بھی ایسی ہی قیادت نصیب کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور بے انتہاء افضال سے نوازے۔ آمین

صوبائی وزونل اُمراء کی خدمت میں ضروری گزارش
بسلسلہ خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی بدر نمبر

ادارہ بدر خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے مبارک موقع پر ایک خصوصی شمارہ ترتیب دے رہا ہے آپ سے گزارش ہے کہ آپ کے صوبہ میں سو سال میں ہونے والی ترقیات اعداد وشمار کی روشنی میں مختصر اور جامع تحریر فرمائیں جس میں صحابہ کرام اور پرانے بزرگوں کے واقعات بھی آنے چاہئیں اور اس تعلق میں جو تصاویر ہوں وہ بھی ارسال فرمائیں۔ تصاویر مساجد مشن ہاؤسز، لائبریری، ہسپتال، سکول مہمان خانوں وغیرہ کی ہونی چاہئے اسی طرح بعض پرانے واقفین زندگی اور صحابہ کرام کی تصاویر بھی ارسال فرمائیں۔ (ادارہ)

جلسہ ہائے یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام: لجنہ اماء اللہ بھارت کی مندرجہ ذیل مجالس کی طرف سے جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کرنے کی اطلاع ملی ہے۔ حیدرآباد لجنہ و ناصرات، لدھیانہ، محی الدین پور، مونگھیر، کنور ٹاؤن، ساگر، کاماریڈی، کلکتہ، محمود آباد، بلاری، کیندرہ پاڑہ، بھاگلپور، کیرنگ، کرڈاپلی، شیموگہ، کلپنی، دھواں ساہی، کٹک، ہبلی، ابھیاپوری، قادیان، بنگلور، سورب، کوسمبی، بسنہ پردہ، کرولائی، کوڈالی، مرکرہ، اندورہ، دہلی۔ یادگیر۔ سرلونیا گرام، چنتہ کنٹہ، شاہجہانپور، موسیٰ بنی مائنز، مرکرہ، جے پور، کانپور، کاواشیری، پنگاڑی، پتھہ پریم، چاواکاڈ، تیماپور، میں بھی جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔

بلارپور: مورخہ 23-3-07 کو بعد نماز مغرب وعشاء بلارپور سرکل کی ایک جماعت ’’جماعت احمدیہ مکل مٹا‘‘ کی مسجد میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں سرکل ھٰذا کی کل ۸ جماعتوں کے افراد شامل ہوئے۔ جماعت احمدیہ کی پُرامن تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لئے مختلف مقامات کے معززین کو مدعو کیا گیا تھا۔ جلسہ کی کارروائی خاکسار کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر مولوی سید لطیف احمد صاحب ،مکرم مولوی محمد فضل عمر معلم سلسلہ اور آخر میں خاکسار نے تقریر کی۔ اس کے بعد اجتماعی دعا کی گئی۔ حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ (شیخ اسحاق احمد سرکل انچارج بلارپور)

پالاکرتی: مورخہ ۲۳؍مارچ ۲۰۰۷ کو پالاکرتی میں جلسہ بعد نماز مغرب وعشاء زیر صدارت محترم نذیر احمد صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد خاکسار، محترم رسول صاحب اور محترم سراج احمد صاحب نے کی۔ بعد اجتماعی دعا جلسہ برخاست ہوا۔

چٹیالہ: مورخہ ۲۴؍مارچ کو چٹیالہ میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ زیر صدارت محترم مولوی سراج احمد منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد خاکسار، محترم مولوی یعقوب پاشا، محترم سراج احمد صاحب نے تقریر کی۔ جلسہ دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔

بڈارم: مورخہ ۲۵؍مارچ کو بڈارم میں جلسہ زیر صدارت محترم قمرالدین صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد خاکسار، محترم سراج احمد صاحب، محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے تقریر کی۔ دعا کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

ملّم پلّی: مورخہ ۲۶؍مارچ کو ملّم پلی (کریم نگر) میں جلسہ زیر صدارت محترم انکوس صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد خاکسار، محترم سراج صاحب، محترم مولوی نورالدین صاحب نے تقریر کی۔ دعا کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔

اکھم پیٹ: مورخہ ۲۷؍مارچ کو اکھم پیٹ میں جلسہ زیر صدارت محترم عبدالسلام صاحب عمل میں آیا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد خاکسار، محترم سراج احمد صاحب، محترم فقیر احمد صاحب نے تقریر کی۔ اجتماعی دعا و شیرینی تقسیم کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

پسر گنڈہ: مورخہ ۲۹؍مارچ کو پسر گنڈہ میں جلسہ زیر صدارت خاکسار عمل میں آیا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد خاکسار اور محترم محبوب پاشا صاحب نے تقریر کی۔ بعد اجتماعی دعا شیرینی تقسیم ہوئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

کٹاکشاپور: مورخہ ۲۹؍مارچ جماعت احمدیہ کٹاکشاپور میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ زیر صدارت محترم محمد مولیٰ صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد خاکسار، محترم مولوی سید کریم صاحب نے یوم مسیح موعودؑ کی اہمیت کے عنوان پر تقریر کی۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ الحمدللہ۔ آخر میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر مساعی میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

(ایچ ناصرالدین مبلغ سلسلہ نرسم پیٹ، ورنگل آندھرا)

جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ

بھارت کی درج ذیل لجنات نے جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا:

ونیم بلم، پتہ پریم، ساگر، کوڈالی، کالیکٹ، مونگھیر، برہ پورہ، ایرناکلم، کوارتھی، الانلور، میلا پالم، کوئمبٹور۔ (شازیہ نعمت نائب جنرل سیکرٹری بھارت)

مجلس انصاراللہ جمشید پور کی پکنک

مورخہ ۲۵ مارچ کو مجلس انصاراللہ جمشید پور کو Dimna Dam میں پکنک کرنے کا موقعہ ملا۔ کل ۱۶ انصار کے ساتھ تین وقف نو بچے بھی اس پروگرام میں شامل تھے۔ سب سے پہلے مکرم سید معین الحق صاحب ناظم انصاراللہ جھارکھنڈ کی قیادت میں وقف نو بچوں نے ۱۵۰ افراد تک جماعتی پمفلٹ تقسیم کئے۔ اور اسی طرح ۲۰ افراد تک زبانی پیغام حق پہنچایا گیا۔ بعدہٗ جلسہ منعقد کیا۔ تلاوت و عہد کے بعد مکرم ناظم صاحب جھارکھنڈ اور خاکسار نے احباب سے خطاب کیا اور مکرم مولوی فرزان احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ نے دُعا کروائی بعدہٗ نماز ظہر و عصر جمع ہوئی اور نماز کے بعد کلوا جمیعا کی شکل میں کھانا تناول کیا گیا۔ (سید جاوید انور زعیم انصاراللہ جمشید پور)

اعلانات نکاح

☆......خاکسار کے چھوٹے بھائی مولوی شیخ طاہر الاختر صاحب مبلغ سلسلہ ابن شیخ خطیب اللہ صاحب آف سورو اُڑیسہ کا نکاح مورخہ ۱۲؍جنوری ۲۰۰۷ کو مکرمہ بریرہ آفتاب صاحبہ بنت مولوی سید آفتاب احمد نیّر صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ مبلغ ۸۵۰۰۰ روپئے حق مہر پر مولوی شیخ ہارون رشید صاحب مبلغ سلسلہ بھاگلپور نے پڑھا۔ (اعانت بدر ۱۰۰ روپئے) (سید فہیم احمد مبلغ سلسلہ سکّم)

☆......عزیزہ عندلیب عائشہ بنت مکرم گل محمد شاہ آف بھدرک کا نکاح مکرم افروز علی بیگ صاحب ابن امجد علی بیگ صاحب منیکا گوڑا ضلع خوردہ کے ساتھ بعوض حق مہر ۴۰۱۰۰ روپئے پر مکرم مولوی جمال احمد صاحب شریعت مبلغ سلسلہ سورو نے پڑھا۔ (گل محمد شاہ بھدرک)

ہر دو رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے قارئین بدر کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

اعلان ولادت و درخواست دُعا

خاکسار کے ماموں مکرم حافظ شریف الحسن صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۱؍مئی ۲۰۰۷ء نرینہ اولاد سے نوازا ہے۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت بچے کا نام منیب احمد شریف تجویز فرمایا۔ بچہ مکرم محمد عادل صاحب کا پوتا اور مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ قادیان کا نواسہ ہے۔ بچے کے نیک صالح اور خادم دین بننے نیز صحت و سلامتی اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہونے کے لئے قارئین بدر و احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ آمین (محمد ابراہیم سرور مبلغ سلسلہ)

اذکروا موتکم بالخیر۔

مکرم عبدالقیوم صاحب میر بھدرواہ کشمیر کا ذکر خیر

احباب جماعت کی خدمت میں نہایت دکھ بھرے دل کے ساتھ اطلاع دی جارہی ہے کہ جماعت احمدیہ بھدرواہ کے ایک مخلص ممبر مکرم عبدالقیوم صاحب میر ولد مکرم میر جمال الدین صاحب مرحوم مورخہ 6/7 مارچ کی درمیانی شب کو اچانک حرکت قلب بند ہونے کے باعث وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک اور نہایت سادہ طبیعت رکھتے تھے۔ اپنے والد مرحوم کی ہی طرح دعوت الی اللہ کا اپنے اندر ایک جوش اور جذبہ رکھتے تھے۔ آپ نے پیغام احمدیت کو بنا کسی جھجک اور خوف کے ہر طبقہ تک پہنچایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو ہر کوئی احمدیت کے ہی رشتہ سے جانتا تھا۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور غریب پرور انسان تھے آپ محکمہ ہیلتھ میں ملازم رہے۔ چنانچہ دفتری اوقات کے بعد بھی آپ اپنوں اور غیروں ہر کسی کے بلانے پر ان کے گھروں میں جاکر بلا اجرت علاج معالجہ کے تعلق سے تعاون کرتے آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلفاء مقام اور صحابہ کرام سے والہانہ عشق و محبت رکھتے تھے۔ جس کا اظہار جلسہ سالانہ یا دیگر اجتماعات کے مواقعہ پر اس رنگ میں آیسے ہوتا تھا کہ جہاں کسی مقرر کی تقریر میں کوئی جذباتی ذکر آتا تو آپ اُٹھ اُٹھ کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے۔ آپ نے جماعت بھدرواہ میں مختلف عہدوں پر رہ کر خدمات بجالائیں۔ اپنی وفات کے وقت بھی آپ زعیم مجلس انصاراللہ بھدرواہ کے عہدہ پر تھے جماعتی تربیتی امور کے تعلق سے فکرمند رہتے دعاؤں کے ساتھ ساتھ ذمہ داران کے ساتھ معاملات کو حل کرنے میں ہر طرح کا تعاون دیتے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات اور جوش جذبہ اور محبت کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔ مورخہ 7 مارچ کو ہی بعد تجہیز وتکفین آپ کی نماز جنازہ احباب جماعت بھدرواہ نے ادا کی اور بھدرواہ کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں آپ کو مقام خاص عطا فرمائے آمین۔

آپ نے اپنے پیچھے بیوی کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ دونوں بیٹے برسر روزگار ہیں اور بھدرواہ میں ہی مقیم ہیں بیٹی شادی ہوکر جرمنی میں مقیم ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ قارئین کرام سے دُعا کی درخواست ہے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا۔ اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر۔

(عنایت اللہ منڈاشی، نائب ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

فہرست نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے بتاریخ ۲۵ / اپریل ۲۰۰۷ء قبل نماز ظہر بمقام مسجد فضل لندن میں درج ذیل تفصیل سے مرحومین نماز جنازہ پڑھائیں۔

۱۔مکرمہ ناصرہ پروین صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں حشمت اللہ صاحب آف ساؤتھ ہال): ۲۱/ اپریل ۲۰۰۷ء کو ۶۵ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ۴ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

۲۔مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ (آف گوجرانوالہ): ۲۱/ اپریل کو ۷۳ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ لندن اپنے بیٹے مکرم فیاض احمد صاحب ملہی کے پاس وزٹ پر آئی ہوئی تھیں۔ نہایت نیک، دعاگو اور خلافت سے اخلاص کا تعلق رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ مکرم چوہدری شریف احمد چٹھہ صاحب آف کوٹ آغا کی بیٹی اور محترم مختار احمد صاحب ملہی امیر جماعت ضلع گوجرانوالہ کی تائی تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

۱۔مکرم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب (آف لاہور): ۱۷/ اپریل کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کو مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں آپ نے ۹ سال تک لاہور کے حلقہ گلبرگ میں بطور صدر اور سیکرٹری تعلیم بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نہایت نیک، مخلص اور محنت سے کام کرنے والے انسان تھے۔ آپ کو مضامین لکھنے کا بہت شوق تھا اور روزنامہ الفضل میں اکثر آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ مرحوم ۱۹۷۰ء میں گورنمنٹ کالج راولپنڈی کے پرنسپل رہے اور اس کے علاوہ ساہیوال اور فیصل آباد کے کالجوں میں بھی آپ کو پرنسپل کے طور پر کام کرنے کا موقعہ ملا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۳ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

۲۔مکرمہ امۃ السلام صاحبہ (بنت مکرم حاجی امیر عالم صاحب مرحوم آف کوٹلی آزاد کشمیر): ۲۷ فروری ۲۰۰۷ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ انتہائی نیک اور تقویٰ شعار خاتون تھیں۔ آپ نے ۲۰ سال صدر لجنہ ضلع کوٹلی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ مکرم حامد مقصود عاطف صاحب مربی سلسلہ برکینافاسو کی ساس اور مکرم خواجہ عبدالعظیم احمد صاحب مربی سلسلہ کی دادی تھیں۔

۳۔مکرم ملک محمد اختر صاحب (ابن مکرم ملک محمد افضل خان صاحب آف محمود آباد جہلم): ۲۵ فروری کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم دینی خدمت کا بھرپور جذبہ رکھتے تھے اور آپ نے جماعت احمدیہ محمود آباد جہلم میں مختلف شعبہ جات میں خدمات سلسلہ کی توفیق پائی۔ آپ مکرم خواجہ عبدالعظیم احمد صاحب مربی سلسلہ نائیجیریا کے سسر تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین

نتیجہ انعامی مقالہ نظارت تعلیم

تعلیمی سال ۲۰۰۶-۲۰۰۷ء کے لئے نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے "قرآن مجید کا ماں کو دو سال تک دودھ پلانے کا حکم اور موجودہ سائنس کی تحقیق میں ارشادات ربانی کی اہمیت" کا عنوان دیا گیا تھا۔ نظارت نے جو مقالہ جات موصول ہوئے ہیں ان میں سے اوّل دوئم امیدواروں کے نام درج ذیل ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی یہ کامیابی ہر جہت سے بابرکت کرے۔ اور مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ آمین۔

مکرم شیخ مجاہد احمد صاحب	قادیان	اوّل	انعام ۴۰۰۰ روپے
مکرم محمد ریاض احمد خان	آگرہ	دوم	انعام ۳۰۰۰ روپے

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

بقیہ اداریہ از صفحہ 2 "ایک صدی پہلے کا مباہلہ"

جلنے کا صدمہ مولانا کو اکلوتے فرزند کی شہادت سے کم نہ تھا۔ یہ کتابیں حضرت کا سرمایۂ زندگی تھیں اور ان میں بعض تو اس قدر نایاب تھیں کہ ان کا ملنا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہو چکا تھا۔ یہ صدمہ جانکاہ آپ کو آخری دم تک رہا۔ اور حقیقت میں آپ کی ناگہانی موت کا سبب یہ دو ہی صدمات تھے۔ ایک فرزند کی اچانک شہادت اور دوسرے بیش قیمت کتب کی سوختگی۔ چنانچہ یہ دونوں صدمے تھوڑے عرصہ میں آپ کی جان لے کر رہے۔ (سیرت ثنائی صفحہ: 71-470)

ہجرت:

نہایت کسمپرسی کی حالت میں مولانا امرتسر سے پاکستان پہنچے۔ چنانچہ تفسیر ثنائی کا مصنف لکھتا ہے:

"14 / اگست 1947ء کو یعنی "یوم آزادی" سے ایک روز پیشتر آپ اپنے وطن مالوف کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر ہجرت فرمائے پاکستان ہوئے اور لٹ پٹ کر دار الکتب ثنائیہ، دفتر اہلحدیث، آٹھ دس مکانات، ثنائی برقی پریس، ذاتی کتب خانہ، کئی دکانیں، ہزاروں کی نقدی، زیورات، بے بہا سامان، پارچات وغیرہ لٹا کر، جلوا کر، فرزند کی شہادت کا صدمہ اٹھا کر آپ کسی نہ کسی طرح بعد مصائب و آلام لاہور پہنچے اور چند روز وہیں قیام فرمایا۔ (سیرت ثنائی صفحہ 472)

فالج سے المناک موت:

مولانا کی المناک موت کا ذکر کرتے ہوئے سیرت ثنائی کا مصنف لکھتا ہے:

"یوں تو مولانا پاکستان میں آتے ہی بیمار رہنے لگے تھے۔ ضعیفی میں ناقابل برداشت صدمے جھیلنے پڑے۔ اکلوتے لخت جگر کی دائمی جدائی نے اور بھی نڈھال کر دیا۔ سب سے زیادہ غم آپ کو قیمتی کتابوں کے ضائع ہونے کا تھا۔ جب یہ صدمات یاد آتے تو مزاج مبارک پر نہایت مضعف اثر پڑتا، کمزور پہلے ہی تھے اب نقاہت و نحافت نے غلبہ کر لیا۔ کئی قسم کے عوارض مسلّط ہو گئے۔ لیکن جب آپ سرگودھا تشریف لے گئے تو صدمات کی یاد نے دل و جگر کو گہرے چرکے لگائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ 12 / فروری 1948ء کو آپ پر دائیں جانب فالج کا حملہ ہوا۔ حملہ مرض نہایت شدید تھا۔ سماعت، شناخت اور تکلم کی قوتیں زائل ہو گئیں۔" (سیرت ثنائی: صفحہ 478)

بستر مرگ پر تڑپ تڑپ کر کہ نہ سن سکتے تھے نہ بول سکتے تھے اور نہ پہچان سکتے تھے بس ایک بے جان لاش کی طرح پڑے پڑے 12 / فروری 1948ء کو جان دے دی۔

اگلی قسطوں میں ثناء اللہ امرتسری کے عبرتناک حالات ملاحظہ فرمائیں۔ (منیر احمد خادم)

(جاری)......

2 and 3 Bed Rooms Flat
Independant House
All Facilities Available
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah
Flat Available
Contact : **Deco Builders**
Shop No, 16, EMR Complex
Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad-76, (A.P.) INDIA
Ph. 040-27172202, 0924618281, 098491-28919

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
الیس اللہ بکاف عبدہ
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
الیس اللہ بکاف عبدہ، کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد | شہروز | مسرور

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
(ESTABLISHED 1956)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072
BANI AUTOMOTIVES
56, TOPSIA ROAD (SOUTH)
KOLKATA- 700046
BANI DISTRIBUTORS
5, SOOTERKIN STREET
KOLKATA-700072
PHONE: CITY SHOWROOM: 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-8749, FAX: 91-33-2234-7577

بقیہ مضمون از صفحہ 9

ساتھ نصرت الٰہی کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید کا فہم عطا فرمایا آپ نے کوئی ۸۰ کتابیں تحریر فرمائیں۔ جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور میں ۱۸۹۶ء میں منعقد ہوا اس میں آپ کا مضمون ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ جو قرآن مجید کے حقائق اور معارف پر مبنی تھا پڑھا گیا اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے سے ہی بتا دیا تھا آپ کا مضمون دوسرے سارے مضامین پر بالا رہا الحمد للہ بفضلہٖ تعالیٰ اس کتاب کے کئی زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ الٰہی نصرت کا ایک اہم نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ پر جھوٹے مقدمات قائم کئے گئے تھے۔ اور مقدموں میں گھسیٹ کر آپ کو ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ لیکن آپ کے مخالفین تمام مقدمات میں نامراد رہے الحمد للہ

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کی کئی طرح مدد فرما کر اپنی ہستی کا ثبوت دیا ہے الحمد للہ۔

اختتام: ہمارے موجودہ امام امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بفضلہٖ تعالیٰ اس سال جون اور جولائی کے مہینوں میں پانچ ایمان افروز خطبات جمعہ نصرت الٰہی کے موضوع پر ارشاد فرمائے ہیں الحمد للہ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ مزید تفصیل کے لئے ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے

حضرت اقدس کے خطبات میں سے چند مختصر اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ ان خطبات میں حضور نے فرمایا:۔

’’آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ایسے بے انتہا واقعات ہیں جہاں ہمیں قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نظر آتی ہے .... آنحضرت ﷺ کی زندگی تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے واقعات سے بھری پڑی ہے‘‘ (خطبہ جمعہ ۲۳ جون ۲۰۰۶ء)

’’اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہر قدم پر تائید و نصرت کا سلوک نظر آتا ہے اور یہ سب اس سچے عشق کی وجہ سے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کی ذات سے تھا۔‘‘

(خطبہ جمعہ ۳۰ جون ۲۰۰۶ء)

نیز حضور نے فرمایا:

’’جو انبیاء کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ جس کی معراج ہمیں آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہمیں نظر آتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ کیسے کیسے کٹھن مشکل حالات اور مقامات سے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو اپنی نصرت فرماتے ہوئے نکال کر لے آتا ہے اور پھر اس کے بعد یہ تائید و نصرت کے نظارے انبیاء کے وقت میں ان کی زندگی میں ان کے ماننے والے اور اس تعلیم پر عمل کرنے والوں میں ہم دیکھتے ہیں۔ اور پھر بعد میں جو اس حقیقی تعلیم کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں جو کہ وہ انبیاء لے کر آئے وہ لوگ یہ نظارے دیکھتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ ۲ جون ۲۰۰۶ء)

بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سلسلہ آپ کے خلفاء کرام کے ساتھ جاری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا‘‘ 1984ء میں حکومت پاکستان نے ایک Ordinance پاس کر کے جماعت احمدیہ کی تبلیغ کو بند کر دینے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس وقت کے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو معجزانہ رنگ میں اپنی حفاظت میں ربوہ سے لندن پہنچایا اور پھر لندن میں تبلیغ کو وسعت دے کر اپنی نصرت کا نظارہ دکھایا۔ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو رہا ہے۔ اب ساری دنیا میں MTA (Muslim Telivision Ahmdiyya) کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ پہنچ رہی ہے اور اب تو Internet کے ذریعہ بھی MTA کے پروگراموں کو دیکھا جا سکتا ہے۔

ہر سال جلسہ سالانہ U.k کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح بغرض تحدیث نعمت ان فضلوں کا ذکر کرتے ہیں جو دوران سال اللہ تعالیٰ نے جماعت پر فرمائے۔ اس سال جو تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۹ جولائی کو فرمائی اس میں حضور نے بتایا کہ بفضلہٖ تعالیٰ اس وقت دنیا میں 185 ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت کا ہر قدم ہر آن تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا ہے اور اس کے فضلوں کی موسلا دھار بارش ہم پر نازل ہو رہی ہے۔ وہ دن دور نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ کل عالم پر اسلام اور احمدیت کا غلبہ ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسولوں اور ان کے ماننے والوں کے ساتھ نصرت الٰہی کے نظارے دنیا قدیم سے دیکھتی چلی آئی ہے اور مستقبل میں بھی دیکھتی رہیگی اور یہ نظارے ثبوت ہیں اس بات کہ ایک زندہ خدا موجود ہے جو سب پر حاکم ہے اور جو حق کو غالب کرتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی ایک پیاری نظم کے آخری اشعار پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

وہ دیتا ہے بندوں کو اپنی ہدایت
دکھا تا ہے ہاتھوں پہ ان کے کرامت
ہے فریاد مظلوم کی سننے والا
صداقت کا کرتا ہے وہ بول بالا
گناہوں کو بخشش سے ہے ڈھانپ دیتا
غریبوں کو رحمت سے ہے تھام لیتا
یہی رات دن اب تو میری صدا ہے
یہ میرا خدا ہے یہ میرا خدا ہے

(وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین)

☆☆☆☆☆

جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں میں تبدیلی

اب جلسہ مورخہ 29-30-31 دسمبر 2007ء کو منعقد ہوگا

قبل ازیں جلسہ سالانہ قادیان 2007ء کے تعلق سے یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ یہ جلسہ مورخہ 29,28,27 دسمبر کو منعقد ہوگا۔ اب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہی منظوری سے احباب جماعت کی اطلاع کیلئے یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ:۔ 116 واں جلسہ سالانہ قادیان عید الاضحیٰ کی تقریب سعید (جو انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ 20/21 دسمبر کو ہوگی) کے پیش نظر مورخہ 29-30-31 دسمبر 2007ء بروز ہفتہ اتوار، سوموار منعقد ہوگا۔

مجلس مشاورت : نیز انیسویں مجلس مشاورت جلسہ سالانہ کے معاً بعد مورخہ یکم جنوری 2008ء بروز منگل وار منعقد ہوگی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک للٰہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے دعاؤں کے ساتھ تیاری شروع کریں اور جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی نیز مبارک ہونے کیلئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

ضروری اعلان بابت تاریخی واہم تصاویر

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے دوران جماعتی اخبارات و رسائل اور سوونیئر میں شائع کرنے، نیز نمائشوں میں بغرض ریکارڈ رکھنے کے لئے ہندوستان کی جملہ احمدی مساجد، دیار التبلیغ، سکولز اور جماعتی عمارات، اسی طرح اہم تقاریب اور شخصیات سے ملاقات وغیرہ کی تصاویر کی بھی ضرورت ہے لہذا تمام امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے گزارش کی جاتی ہے کہ اولین فرصت میں ایسی تصاویر کی کم از کم ایک اور زیادہ سے زیادہ تین تین تصاویر مع ضروری کوائف و تاریخی حیثیت لکھ کر مکرم ناظر صاحب نشر واشاعت کے نام ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

(محمد انعام غوری صدر جوبلی کمیٹی قادیان)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649
الیس اللہ بکاف عبدہ
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز
اللہ الیس اللہ بکاف عبدہ
Mfrs & Suppliers of :
Gold and Silver
Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Phone No (S) 01872 -224074
(M) 98147-58900
E-mail: jovrav-say@yahoo.co.in

Syed Bashir Ahmed
Proprietor
Aliaa Earth Movers

(Earth Moving Contractor)
Available :
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2378266 (R), (M) 9437078266, 9437276659, 9337271174, 9437378063

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلصَّلوٰۃُ ھِیَ الُّدعآء
(نماز ہی دعا ہے)
منجانب
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان :2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

وصایا : : منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت 16330::میں رملہ صدیق زوجہ ٹی پی صدیق قوم احمدی مسلم پیشہ خانہ داری عمر 38 سال پیدائشی احمدی ساکن کرولائی ڈاکخانہ کرولائی ضلع مالاپورم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 05-12-1 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 15 سینٹ زمین بمقام کرولائی خسرہ نمبر 39/1A1 قیمت اندازاً -/150000 روپئے، طلائی زیور 80 گرام 22 کیرٹ موجودہ قیمت -/54400 روپئے، حق مہر -/500 روپئے وصول شدہ۔ اس کے علاوہ میری کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ وسیم احمد صدیق الامۃ کے رملہ صدیق گواہ ٹی کے محمود

وصیت 16331::میں روشنہ ناصر زوجہ کے ناصر قوم احمدی مسلم پیشہ خانہ داری عمر 27 سال پیدائشی احمدی ساکن کرولائی ڈاکخانہ کرولائی ضلع مالاپورم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 05-12-3 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی زیور 80 گرام 22 کیرٹ موجودہ قیمت -/54400، حق مہر 40 گرام سونا 22 کیرٹ (وصول شدہ) یہ مندرجہ بالا 80 گرام طلائی زیور میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ والدین حیات ہیں۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ وسیم احمد صدیق الامۃ روشنہ ناصرا ے پی گواہ ٹی کے محمود

وصیت 16332::میں حافظ تنویر الحق خان ولد شمس الحق خان قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 05-12-11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ والدین حیات ہیں۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شیخ بشارت احمد العبد حافظ تنویر الحق خان گواہ قریشی انعام الحق

وصیت 16333::میں ظفر الدین خان ولد شجاع الدین خان قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 05-12-11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ والدین حیات ہیں۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ روشن احمد العبد ظفر الدین خان گواہ سراج الدولہ احمد خان

وصیت 16334::میں فرید الدین شمس ولد حمید الدین شمس مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 05-12-9 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارا آمد از خورونوش ماہانہ 540 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ ایس ناصر احمد العبد فرید الدین شمس گواہ افتخار الدین قمر شمس

وصیت 16335::میں صبیحہ رشید بنت حاجی رشید الدین پاشا قوم احمدی مسلمان پیشہ طالبہ عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 05-12-9 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ ایک انگوٹھی سونے کی وزن 4.580 گرام قیمت 3344 روپئے، کانٹے 2.500 گرام قیمت 1825 روپئے۔ کل رقم 5169 روپئے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 100 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ وحید الدین شمس الامۃ صبیحہ رشید گواہ رشید الدین پاشا

وصیت 16336::میں سنجیدہ خاتون بنت محمد شریف قوم بھٹی پیشہ طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 05-12-12 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ ایک عدد چاندی کی بالی کا جوڑا وزن 3.70 گرام قیمت 40 روپئے، تین عدد چاندی کی انگوٹھیاں 7.700 گرام قیمت 100 روپئے۔ کل رقم 140 روپئے۔ اس کے علاوہ کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد شریف الامۃ سنجیدہ خاتون گواہ منیر احمد ساجد

وصیت 16337::میں فریدہ کوثر انجم بنت محمد شریف قوم بھٹی پیشہ طالب علم عمر 27 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 05-12-12 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کُل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ ایک عدد چاندی کی انگوٹھی وزن 4.200 گرام قیمت 55 روپئے، ایک عدد ناک کا تارہ چاندی کا وزن 3.850 گرام قیمت 50 روپئے۔ کل رقم 105 روپئے۔ اس کے علاوہ کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ محمد شریف الامۃ فریدہ کوثر انجم گواہ منیر احمد ساجد

وصیت 16338::میں نکہت حسیب زوجہ شاہ محمد حسیب احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 37 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 05-12-10 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کُل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر -/55000 بذمہ خاوند، ایک عدد طلائی سنیٹ نگوں کے ساتھ 32.770 گرام 22 کیرٹ، گلے کے ہار 2 عدد 23.190 گرام 23 کیرٹ، ایک سیٹ 22 کیرٹ وزن 15.600 گرام، بالیاں ایک جوڑی 18.820 گرام، کنگن 2 عدد وزن 25.340 گرام، انگوٹھی 4 عدد وزن 12.300 گرام 22 کیرٹ، ٹاپس 3 جوڑی وزن 11.300 گرام 22 کیرٹ، بالیاں ایک جوڑی وزن 5.690 گرام 22 کیرٹ، لاکٹ ایک عدد وزن 25.910 گرام 22 کیرٹ۔ کل وزن 170.920 گرام قیمت اندازاً 119644 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت 05-12-1 سے نافذ کی جائے۔ گواہ شاہ محمد حسیب احمد الامۃ نکہت حسیب گواہ محمد انور احمد

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax: (0091) 1872-220757
Tel. Fax: (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 56 | Thursday | 24 May 2007 | Issue No. 21

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 250/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S. $

خدا کا ایک نام ”اَلسَّلام“ بھی ھے جو ھر مومن سے اُس کے نیک اعمال کی وجہ سے سلامتی کا وعدہ کرتا ھے، اِس دُنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی

ہمیں اپنے اعمال کی فکر کرنی چاہئے تاکہ نیک اعمال کر کے ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اُن فضلوں اور سلامتی کو حاصل کرنے والے بن سکیں جو اللہ نے نیک اعمال کرنے والوں کے لئے مقدر کی ہیں

سری لنکا کے احمدیوں کیلئے خاص طور پر دعا کریں اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماتے ہوئے انھیں اپنی سلامتی اور حفاظت میں رکھے۔ آج کل بڑی مشکل حالات میں سے گزر رہے ھیں

اللہ تعالیٰ کی صِفت ”السَّلَام“ پر حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18/مئی 2007 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش فرمایا جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہزار ہزار شکر اس خداوند کریم کا ہے جس نے ایسا مذہب عنایت فرمایا جو خدادانی اور خداترسی کا ایک ذریعہ ہے اور ہزار ہا رحمتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر ہوں جنہوں نے اپنے خونوں سے اِس باغ کی آب پاشی کی۔ اسلام ایک ایسا بابرکت اور خدانُما مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص سچے طور پر اس کی پابندی اختیار کرے اور ان تعلیموں اور ہدایتوں اور وصیّتوں پر کاربند ہو جائے جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف میں مندرج ہیں تو وہ اس جہان میں خدا کو دیکھ لے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: پس خدانُما مذہب سے فیض پانے کے لئے سچے طور پر اس کی پابندی اختیار کرنی ہوگی اور سچی پابندی کس طرح اختیار کی جاسکتی ہے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُن ہدایتوں اور وصیتوں اور تعلیموں پر کاربند ہونا ہوگا، اُن پر مکمل عمل کرنا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں بتائی ہیں۔ فرمایا یہ ہدایتیں اور احکامات سات سو ہیں جو قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر پھیلی ہوئی ہیں اور مزید جزئیات میں جائیں تو شاید اس سے بھی زیادہ ہو جائیں گی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ہمارے مذہب کا نام جو اسلام رکھا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو بھی حکم دیا ہے اس کا آخری نتیجہ محبت پیار اور بھائی چارے کا قیام اور بُرائیوں کو چھوڑنا ہے اور انتہائی کوشش سے اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ یہی چیزیں ہیں جو خدا تعالیٰ کا دیدار کرواتی ہیں۔ اِس خدا کا نام بھی ”اَلسَّلام“ ہے جو ہر مومن سے نیک اعمال کی وجہ سے سلامتی کا وعدہ کرتا ہے، اِس دُنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ پس اگر غور کریں تو مسلمان ہونے کے بعد عظیم ذمہ داری کا احساس اُبھرتا ہے اور اُبھرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نام سے موسوم کر رہا ہے جو اس کا اپنا نام ہے۔ اور یہ چیز ہمیں یقیناً توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے بعد صرف منہ سے یہ کہنے پر اکتفا نہ کریں کہ الحمدللہ ہم مسلمان ہیں بلکہ اس رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں تبھی ہم صفت السلام سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس کی روشنی میں ”اَلسَّــلام“ کی مزید تشریح فرمائی اور فرمایا قرآن کریم میں سلامتی کے حوالے سے مختلف نصائح ہیں اور نیک اعمال کرنے والوں کیلئے سلامتی کا حکم بھی آیا ہے۔ حضور انور نے متعدد آیات کی روشنی میں صفت سلام کی بصیرت افروز وضاحت فرمائی۔

مخالفینِ احمدیت کو مخاطب کر کے حضور نے فرمایا تم نے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو کر اِس زمانہ کے اِمام کو نہیں پہچانا اور ہم نے اس امام کو مان لیا ہے اور قرآن کریم کے حکم کے ماتحت اس اِمام نے ہمیں جن جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے ہم اس پر عمل کر رہے ہیں۔ فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ تم احمدیت کی مخالفت کر کے اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مَورِد ہو رہے ہو، کلمہ گو کو کافر کہنا، تکلیفیں پہنچانا، توڑ پھوڑ کرنا یہ باتیں تمہیں خود اللہ تعالیٰ کی سلامتی سے باہر کر رہی ہیں۔ ہم احمدی تو اسلام کو پھیلانے والے ہیں ہر اس شخص کے لئے جو سلامتی کے حصول کی چاہت رکھتا ہے اور تمہارے جیسے قانون شکنوں سے بچنے والا ہے ہم اس کے ساتھ ہیں اور تم جیسے لوگوں سے بچتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے حدیث کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت سلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرو۔ احمدیوں کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو صبر کسی غیر اللہ کے خوف سے نہ ہو بلکہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے ہو وہ اللہ کی جناب میں قبول کیا جاتا ہے اور بندے کو اس کا اجر ملتا ہے۔ فرمایا اگر مخالفین احمدیت کو یہ زعم ہے کہ ڈرا دھمکا کر کسی احمدی کو اس کے دین سے برگشتہ کر سکتے ہیں، اُسے احمدیت چھوڑنے پر مجبور کر سکتے ہیں تو یہ اُن کی بھول ہے چاہے سری لنکا کے گورنر ہوں یا پاکستان کے مُلّا یا بنگلہ دیش کے نام نہاد علما ہوں جن کا دین صرف فساد ہے نہ کہ رحمت اور سلامتی، یا انڈونشیا کے شدت پسند ہوں جنہوں نے اسلام کے نام پر مسلمانوں کو تکلیفوں میں مبتلا کیا ہوا ہے اُن مسلمانوں کو جو اللہ کے احکامات بجالانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

فرمایا ہم انشاء اللہ قانون کو ہاتھ میں نہیں لیں گے نہ احمدی کبھی قانون ہاتھ میں لیتا ہے لیکن جہاں احمدی کو یہ خوشخبری ہے کہ اگلے جہاں میں صبر کی جزا ملے گی اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ سلامتی کے فیض پہنچاتا رہے گا اور پہنچا رہا ہے۔ فرمایا اللہ مومنوں کو جو اُس کی رضا کے حصول کے لئے نیک اعمال بجالانے کی کوشش کرتے ہیں اُن جنتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں وہ ہر آن مومنوں کو سلامتی پہنچاتا ہے۔

آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا وہ نیک اعمال کیا ہیں جن کی وجہ سے ہمیں جنتیں ملیں گی اور خدا کے یہاں سلامتی کا تحفہ ملے گا؟ فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جس کے لئے اس نے بندے کو پیدا کیا ہے اُس کے دین کی سربلندی کے لئے کوشش ہے، مالی اور جانی قربانی کرنے کی کوشش ہے۔ اس کے دین کو پھیلانے کے لئے تبلیغ میں حصہ لینا ہے۔ دنیا کو خدائے واحد کی حقیقی تصویر دکھانی ہے نیکیوں کی تلقین کرنا ہے برائیوں سے روکنا ہے۔

فرمایا: پس جہاں ایک مومن کو اپنے میں سے برائیاں ختم کرنے والا اور نیکیاں اختیار کرنے والا ہونا چاہئے وہاں اُسے سلامتی کے پیغام کو بھی دوسروں تک پہنچانے والا ہونا چاہئے۔ اور اس زمانے میں یہ فیض صرف احمدی کو حاصل ہے، یہ اعزاز صرف احمدی کو حاصل ہے کہ اسلام کے محبت و پیار کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔

فرمایا: پھر نیک اعمال بجالانے میں سب سے اہم کام رشتہ داروں سے حسن سلوک ہے جس سے کہ سلامتی کا پیغام ہر طرف پھیلے۔ حضور نے نیک اعمال کی بہت سی شقیں بیان فرمائیں اور بعض برائیوں کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے ان سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ فرمایا: ایک مسلمان کا اصل کام ہے کہ سلامتی پھیلائے۔

حضور نے فرمایا کہ اس زمانہ کے امام کو نہ مان کر دیگر مسلمانوں نے بجائے امن وسلامتی کے بدامنی اور فساد کا ماحول پیدا کر رکھا ہے۔ فرمایا مخالفین جہاں بھی احمدیوں کے خلاف فساد بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں انہیں اپنی فکر کرنی چاہئے ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کے پیچھے چل رہے ہیں جس کو خدا تعالیٰ نے سلامتی کا پیغام دیا ہے اور اس کے ساتھ ہونے کا اس نے وعدہ فرمایا ہے لیکن نہ ماننے والوں کے لئے اللہ کی تنبیہ اور انذار بھی ہے جس کے نظارے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً دکھاتا ہے اور آئندہ بھی دکھائے گا۔

فرمایا سری لنکا کے احمدیوں کیلئے خاص طور پر دعا کریں اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماتے ہوئے اُنہیں اپنی سلامتی اور حفاظت میں رکھے۔ آج کل بڑی مشکل حالات میں سے گزر رہے ہیں۔ سری لنکا کے احمدیوں سے بھی میں کہتا ہوں کہ آپ لوگ بھی صبر اور استقامت کا مظاہرہ کرتے رہیں اللہ کے وعدے ضرور پورے ہوں گے انشاء اللہ۔ اللہ جماعت کی ہمیشہ حفاظت فرمائے گا۔ فرمایا ہمیں اپنے اعمال کی فکر کرنی چاہئے تاکہ نیک اعمال کر کے ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ان فضلوں اور سلامتی کو حاصل کرنے والے بن سکیں جو اللہ نے نیک اعمال کرنے والوں کے لئے مقدر کئے ہیں۔

☆☆☆